

لکھنؤ کی بحث و مباحثہ

غیر مقلدین و رضا خانی علماء کیساتھ

حصہ اول

تقریریں

فاتح آسام حضرت اقدس مفتی محمد راشد صاحب اعظمی مدظلہ
استاذ دارالعلوم دیوبند

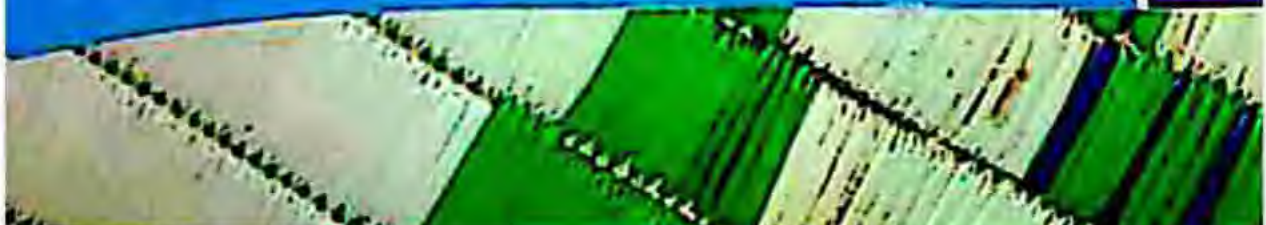
تالیف
توفیق احمد زہرا جگنئی

عناوین
جہانگیر آبادیہ خیر خانہ
رضا خانیہ خیر خانہ
مولانا محمد الہیہ
مفتی محمد الہیہ



مکتبہ توفیقین دیوبند

9045216106, 9598265122



فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	مباحثہ تقلید.....	۸
۲	امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی بحث.....	۱۴
۳	مباحثہ تراویح ۱۶ یا ۸.....	۲۰
۴	مباحثہ سینے پر ہاتھ باندھیں یا ناف کے نیچے.....	۲۳
۵	مباحثہ رفع یدین.....	۲۶
۶	مباحثہ آمین بلند آواز سے یا دھیمی.....	۲۹
۷	مباحثہ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت.....	۳۱
۸	مصافحہ دونوں ہاتھ سے یا ایک.....	۳۳
۹	مباحثہ اجماع اور قیاس.....	۳۴
۱۰	مباحثہ بخاری بخاری.....	۳۷
۱۱	بڑوں کی عبارتیں.....	۴۸
۱۲	مباحثہ علم غیب.....	۴۳
۱۳	حاضر و ناظر.....	۵۲
۱۴	بڑوں کی عبارتیں.....	۵۶

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحيم

ہمارے تو مصلحتاً مصلحتاً اس سے پہلے بھی خط و کتابت ہو چکا ہے اور اس سے مجھے تحفہ بجز اس کی نہیں مل سکتا تھا۔ وہ تحفہ کہ جو تحفہ کی بات ہو اور اس کی نسبت سے
میں نے اس کے لئے شکریہ ادا کیا ہے۔ اس میں ان حضرات کی بھی شہادت ہے اور ان کی
سمت میں ان حضرات سے جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی
میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی
میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی
میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی
میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی
میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی
میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے اس کے لئے بھی

اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

موصوفہ حضرت جعفر طوسیؑ کے یہ سال (دو گشت) بہت ہی مبارک و شادمانہ گزرے۔ ان کی
معاشرت و ملاقات میں بہت ہی کمال ہے۔ ان کی صحبت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت

نکلیں حضرات بھی ان کو معاملہ کر بیٹھیں۔ یہ تو کمال ہے۔ اگرچہ ان حضرات کے چہرے
بہت ہی شادمانہ ہیں۔ ان کی صحبت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت ہو چکا ہے
اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت

ترجمہ حضرت

موصوفہ حضرت جعفر طوسیؑ کے یہ سال (دو گشت) بہت ہی مبارک و شادمانہ گزرے۔ ان کی
معاشرت و ملاقات میں بہت ہی کمال ہے۔ ان کی صحبت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت
ہو چکا ہے اس کے لئے بھی میں نے ان حضرات کی سمت میں جو کہ اس کے لئے وہ خط و کتابت

9045216106

موصوفہ حضرت

بسم الله الرحمن الرحيم

تقلید

غیر مقلد: قرآن میں ہے: اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی تم خفی امام ابوحنیفہ کی تقلید اور اپنے بڑوں کی تقلید کیوں کرتے ہو جب قرآن نے اللہ اور رسول کی تقلید کرنے کو کہا ہے۔

سنی: ہم قرآن کی بھی تقلید کرتے ہیں حدیث کی بھی تقلید کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ علماء کی بھی تقلید کرتے ہیں کیونکہ علماء کی تقلید کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے اگر آپ نے پوری آیت پڑھی ہوتی تو اسکا بھی ثبوت آپ کو نظر آتا چنانچہ، اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول، کے آگے، واولی الامر منکم، ہے اور اس سے مراد علماء مجتہدین ہیں اور دوسری جگہ قرآن میں ہے، فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون، علماء سے پوچھو اگر تم کو معلوم نہیں! تو دیکھئے یہاں صاف لفظوں میں علماء کی تقلید کرنے کو کہا جا رہا ہے۔

غیر مقلد: جب قرآن میں اللہ نے کہا ہے کہ، ولقد یسرنا القرآن، ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے، تو ہر کوئی اسکا ترجمہ پڑھ کر اس پر عمل کر سکتا ہے کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

سنی: یسرنا القرآن کے آگے للذکر (پڑھنے کے لیے) ہے نہ کہ للکلم (سمجھنے کے لیے) اور پڑھنے کے لیے آسان ہے یہ تو ہم بھی مانتے ہیں دیکھو چھ سال کا بچہ حافظ قرآن ہو جاتا ہے اور پورے قرآن کو زبانی سنا دیتا ہے لیکن پورے قرآن کا مطلب بیان کر دے ایسا آج تک نہیں ہوا پورا قرآن تو دور کی چیز ہے قرآن کے پہلے لفظ الحمد میں الف لام کون سا ہے عہد حبشی کا یا خارجی یا استغراقی یا تعریفی کا یہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن میں بہت سی آیات ایسی ہیں کہ صرف پڑھی جاتی ہیں مگر انکا حکم

ختم ہو گیا اب ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے معلوم ہوگا کہ کون سی آیت کا حکم ختم ہو گیا اور کون سی کا باقی ہے اور حدیث میں بھی بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہیں کہا گیا ہے کہ کرو اور کہیں کہا گیا ہے کہ نہ کرو اب کون سا صحیح ہے اور کون سا غلط، یا دونوں صحیح ہے، ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے معلوم ہوگا مثلاً حدیث شریف میں ہے اُمی عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک کھڑے کے پاس کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں اُمی عائشہؓ کی حدیث گھر کے سلسلے میں محمول ہوگی اور دوسری حدیث گھر کے باہر لیکن ایک ترجمہ پڑھنے والا یہ بات کیسے سمجھے گا کہ دونوں صحیح ہے وہ تو دونوں میں ایک کو غلط ہی سمجھے گا۔ قرآن میں،، لا تقربوا الصلوة والاعم

سکاری،، (نہ نماز ۱۳)

ترجمہ: نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ!

اس آیت کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے کہ صرف نماز کی حالت میں شراب پینے سے منع کیا گیا ہے باہر کی زندگی میں منع نہیں ہے اور دوسری جگہ قرآن میں مطلق شراب کو حرام کہا گیا ہے یعنی نماز کی حالت میں بھی اور نماز کے باہر بھی تو ایک آیت سے پتہ چلتا ہے کہ صرف نماز کی حالت میں شراب حرام ہے باہر نہیں اور دوسری آیت سے نماز کی حالت اور باہر دونوں صورتوں میں شراب حرام ہے پتہ چلتا ہے اور صحیح دوسری آیت کا حکم ہے پہلی آیت کا حکم ختم ہو گیا ہے اب یہ بات ایک ترجمہ پڑھنے والے کو کیسے پتہ چلے گی کہ کون سی آیت کا حکم ختم ہے اور کون سی آیت کا باقی ہے ایسے ہی بہت سی حدیثیں ضعیف اور موضوع ہیں اور بہت سی آیتوں کا حکم ختم ہو گیا ہم نے صرف مثال کے طور پر دو ذکر کی ہے اب متاؤ یہ چیزیں ایک ترجمہ پڑنے والے کو کیسے معلوم ہوگی کہ کوئی صحیح اور کون ضعیف کس کا حکم باقی ہے کس کا حکم ختم ہو گیا ہے۔ میرے بھائی آج تک ایک ڈاکٹر بغیر کسی سے پڑھے ڈاکٹر نہیں ہوا اور کوئی خود سے انجینئر کی کتاب پڑھنے سے انجینئر نہیں ہوا کوئی ٹیلر بغیر کسی ماسٹر سے سیکھے ٹیلر نہیں ہوا

بلکہ لفظ الف بھی بغیر کسی کے پڑھائے خود سے کسی انسان نے نہیں پڑھا اور دنیا کا ہر کام کرنے والا انسان بغیر کسی سے سکھے وہ کام کرنے والا نہیں ہوا تو ایسے کیسے ایک آدمی ترجمہ پڑھ کر خود سے مطلب کیسے سمجھ جائیگا؟ اگر قرآن وحدیث اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ آپ سمجھ رہے ہیں تو اللہ نے کیوں کہا کہ علماء سے پوچھو اگر تم کو معلوم نہیں! یہ کیوں نہیں کہا کہ اگر معلوم نہ ہو تو ترجمہ کلام پاک پڑھ لیا کرو بہر حال اللہ نے جو قرآن کو آسان کیا ہے وہ یاد کرنے کے اعتبار سے ہے نہ کہ سمجھنے کے اعتبار سے اگر آپ نزدیک سمجھنے کے اعتبار سے بھی ہے اتو کیوں نحو، صرف پڑھتے ہو قرآن کو سمجھنے کے لئے اور کیا ضرورت آٹھ سال پانچ سال مدرسہ میں لگانے کی خود تو بغیر تشریح پڑھے ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے اور عوام کو حکم دیتے ہو ترجمہ پڑھو اور قرآن سمجھو! جب کہ تقلید کی کتنی ضرورت ہے اس سلسلے میں آپ کے مولانا حسین صاحب نے لکھا ہے کہ پچیس برس کے تجربہ کے بعد ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ کم علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کا انکار کر بیٹھتے ہیں وہ بالآخر میں اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔۔۔ (مسئلہ الرشاد ص ۱۲)

غیر مقلد : مجتہد تو صحابہ بھی تھے پھر چاروں اماموں کی ہی تقلید کیوں؟ کیا امام صاحب صحابہ سے افضل ہیں؟

سنی : صحابہ کرام چھ تین ائمہ اربعہ سے بدرجہا افضل ہیں ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ یہ نہیں کہ ان کو صحابہ سے افضل سمجھا جاتا ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانے میں سارے مسائل لکھے ہوئے نہ تھے اگر آپ کسی ایک ادنیٰ صحابی کا بھی سارے مسائل اصول وفروع کے ساتھ دکھا دو خدا کی قسم ہم آج سے ہی امام ابو حنیفہ کی تقلید چھوڑ کر انکی تقلید کرنے کو تیار ہیں۔

غیر مقلد : جب چاروں امام حق پر ہیں تو کوئی بھی مسئلہ کسی بھی امام سے لے لیا جائے کسی ایک ہی شخص کی تقلید کو کیوں واجب کہا گیا؟

سنی : خواہش نفس سے بچانے کے لئے مثلاً امام صاحب کے نزدیک حدیث کو چھوٹے سے وضو نہیں ٹوٹا اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جانا ہے اب ٹھنڈک کے موسم میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو چھلایا اور بیوی کو چھوٹے سے امام شافعی کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے تو یہ آدمی امام صاحب کی کی تقلید کرے گا کیونکہ ٹھنڈک میں وضو کرنے کا دل نہیں کرتا اور امام صاحب کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اب پھر اسی آدمی کو ٹھنڈک کے موسم میں منہ بھر کے تے ہو گئی اور امام صاحب کے نزدیک منہ بھر کے تے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعی کے نزدیک نہیں ٹوٹتا تو اب یہی آدمی جس نے پہلے مسئلہ میں امام صاحب کی تقلید کی تھی وہ یہاں پر آکر امام صاحب کی تقلید چھوڑ کر امام شافعی کی تقلید کرے گا کیونکہ اب اس کو امام شافعی کے مسئلہ میں آسانی مل رہی ہے اسی طرح سیکڑوں مسائل ہیں امام صاحب کے نزدیک کچھ ہے اور امام شافعی کے یہاں کچھ اور ہے امام احمد اور حنفی کے نزدیک کچھ ہے تو اب ہر آدمی وہی مسئلہ دھوٹے گا جس میں اس کو آسانی ہو اور جہاں اس کو اپنے نفس کے موافق بات ملے گی اسی پر عمل کریگا اور باقی کو چھوڑ دے گا تو اس طرح دین ایک مذاق اور کھیل بن کر رہ جاتا تو اسی خواہش نفس سے بچانے کے لئے تقلید شخص کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

غیر مقلد : اس واجب کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے ؟

سنی : یہ واجب لذاتہ نہیں بلکہ واجب لغیرہ ہے اور ثبوت قرآن وحدیث سے واجب لذاتہ کا ہوتا ہے نہ کہ واجب لغیرہ کا مثلاً مدرس قائم کرنا قرآن وحدیث میں کہیں نہیں کہا گیا بلکہ دین کی حفاظت اور اس کی اشاعت کو واجب کہا گیا ہے اور دین کی حفاظت کے لئے مدرسہ کے قیام کو ضروری قرار دیا گیا کیونکہ اسکے بغیر دین کی حفاظت کیسے ہوگی تو مدرسہ کے قیام کا واجب ہونا کسی دوسرے کی وجہ سے واجب ہوا ہے اسی طرح تقلید شخص دوسرے کی وجہ سے واجب ہوئی ہے اور وہ ہے خواہش نفس کی اتباع سے بچنا تو جس طرح دین کی حفاظت کے لئے مدرسہ کے لئے مدرسہ کا قیام ضروری ہوا حالانکہ اس کا واجب ہونا قرآن وحدیث میں

نہیں ہے اسی طرح تقلید شخصی جو واجب ہوئی ہے وہ فی نفس نہیں ہے بلکہ خواہش نفس کی وجہ سے ظہرہ ہے بہر حال واجب لذاتہ کا ثبوت قرآن و حدیث میں ہوتا ہے نہ کہ واجب ظہرہ کا اور ہم تقلید شخصی کو واجب ظہرہ مانتے ہیں لہذا آپ کو اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے مانگنے کا حق ہی نہیں ہے اگر ہم واجب لذاتہ کہتے تو آپ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔

غیر مقلد: چاروں اماموں میں سے ایک کی تقلید کرنے پر کی تین چوتھائیاں ہم سے چھوٹ جاتی ہے تو پھر دین کا پورا ثواب کیسے ملے گا۔

مسنی: جس طرح سات قرأتوں میں ایک قرأت پڑھنے والوں کو پورا ثواب ملتا ہے۔

غیر مقلد: یہ ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کے مذاہب میں حلال و حرام کا فرق ہے پھر ان چاروں کو برحق ماننے کا کیا معنی ایک امام ایک چیز کو حرام کہے اور ہم کہیں کہ وہ حق ہے دوسرا امام اسی چیز کو حلال کہے تو بھی ہم کہیں کہ وہ حق ہے سچ ہے یہ کیا اندھیرا ہے! راخصیل سے سمجھائیے!

مسنی: جس طرح انبیاء کرام کے شریعتوں کے درمیان حلال و حرام کا فرق ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن اور بھائی سے شادی کرنا جائز اور حلال تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں حرام ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں عبیدہ تعظیمی جائز اور حلال تھا اور ہماری (شریعت محمدی ﷺ) میں حرام ہے لیکن ہم اتنا بڑا فرق ہونے کے باوجود آدم کی شریعت اور یوسف کی شریعت کو غلط نہیں مانتے بلکہ ہم اقرار کرتے ہیں،، آمینت باللہ ومانکنتہ وکعبہ ورسولہ،،

ترجمہ: میں ایمان لا یا اللہ پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر! ہماری شریعت (شریعت محمدی) اور پچھلے انبیاء کے شریعت میں حلال و حرام کا فرق ہونے کے باوجود جیسے ہم ان پچھلے انبیاء کی کتابوں کو اور ان انبیاء کے حق ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن پھر بھی ہم عمل

اپنی ہی شریعت پر کرتے ہیں تاکہ دوسرے انبیاء کی شریعت پر ایسے ہی ہم تقلید امام ابوحنیفہ کی کرتے ہیں لیکن ان کے علاوہ تینوں اماموں کو بھی برحق مانتے ہیں اور حق ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ غیر مقلد: اگر تقلید واجب ہے تو امام ابوحنیفہ کس کی تقلید کرتے تھے؟

سنی: یہ ایسی جہالت کا سوال ہے جسکو کوئی پڑھا لکھا تو کڑھیں سکتا صرف ایک جاہل ہی کر سکتا ہے کیونکہ یہ ایسی ہی جہالت کا سوال ہے جسے کوئی جاہل کہے کہ اگر مقتدی پر امام کی اقتدا واجب ہے تو امام پر مقتدی کی کی اقتدا کیوں واجب نہیں؟

کوئی باغی کہے رعایا پر حاکم کی تقلید واجب ہے تو حاکم پر رعایا کی تقلید کیوں واجب نہیں؟ کوئی مریض کہے اگر مجھے آپریشن کرنا لازم ہے تو ڈاکٹر پر کیوں آپریشن کرنا لازم نہیں ہے؟ ظاہری بات ہے یہ سوال بے کار ہے کیونکہ امام، حاکم، اور ڈاکٹروں پر دوسروں کی اقتدا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دوسرے پر ان کی اقتدا کرنا ضروری ہے ایسے ہی امام ابوحنیفہ پر کسی کی تقلید واجب نہیں کیونکہ وہ مجتہد ہیں ہاں دوسرے لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کی تقلید کریں۔

سنی: اگر تقلید کرنا آپ کے یہاں شرک ہے اور تقلید کرنے والے مشرک ہیں تو پھر آپ کو حرمین میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ جو وہاں نماز پڑھتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی کی تقلید کرتے ہیں چاہے امام شافعی یا امام احمد بن حنبل کی یا کسی اور کی آپ کے کہنے کے اعتبار سے یہ مشرک ہوئے تو آپ مشرک کے پیچھے نماز کیوں پڑھتے ہو؟

غیر مقلد: بغیر جانے پیچھے جانے چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا کیا یہ اندھی تقلید نہیں ہے؟

سنی: انیسویں ان بے چاروں کو اندھی تقلید کا معنی بھی نہیں آتا اندھی تقلید تو اسے کہتے ہیں کہ اندھا اندھے کے پیچھے چلے تو دونوں کسی گڑھے میں گر جائیں یہ اندھی تقلید ہے اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو وہ آنکھ والا اس اندھے کو بھی اپنی آنکھ کی بدلت سے ہر

دل کش بحث و مباحثہ
گزشتہ سے بچا کر لے جائے گا اور منزل تک پہنچا دے گا چاروں امام معاذ اللہ اندھے
نہیں مارلے میر ہیں البتہ اندھی تقلید ان کے یہاں ہے کہ خود بھی اندھے ہیں اور ان کے
پیشوا بھی اجتہاد کی آنکھ نہیں رکھتے۔ (مجلدات مندر)
غیر مقلد: تقلید کا لفظ تو پورے قرآن میں نہیں ہے تو پھر آپ تقلید کیوں کرتے

ہو؟

الزامی جواب: آپ تو حید کو مانتے ہیں۔ جی ہاں! تو آپ پہلے قرآن سے لفظ
توحید و کلام دیجئے پھر ہم لفظ تقلید و کلام دیں گے۔
تحقیقی جواب: جس طرح قرآن میں لفظ توحید نہیں اس کا معنی موجود ہے یعنی
قل هو اللہ احد ویسے ہی قرآن میں لفظ تقلید موجود نہیں اس کا معنی موجود ہے جیسے
فسالواہل الذکر الی آخرہ اور اعتبار لفظ کا نہیں معنی کا ہوتا ہے۔

مباحثہ قرأت خلف الامام امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی بحث

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے (لا صلوة لمن لم

یتقرأ بفاتحة الكتاب) سورہ مسلمہ ۱۰۰۰

ترجمہ: اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

اس طرح کی کل چار روایتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سورہ فاتحہ فرض ہے اور اس کے بغیر
نماز نہیں ہوتی، لہذا تم خفیوں کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ تم امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے۔

حنفی: اگر آپ کے پاس حدیث ہے جس کی بناء پر آپ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کے
بغیر نماز نہیں ہوتی تو ہمارے پاس قرآن سے دلیل ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام کے پیچھے

سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اور ضابطہ ہے کہ قرآن حدیث پر مقدم ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَالصَّوْمُ الْعَلَمُ

ترجمہ: (سورہ بقرہ ۱۸۴)

ترجمہ: جب قرآن پڑھا جائے تو بغور سنو اور خاموشی اختیار کرو تا کہ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو!

تو دیکھیے اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسکو کان لگا کر سنو اور

خاموشی اختیار کرو، اس آیت سے صاف طور سے پتہ چلتا ہے کہ جب امام قرأت کرے تو

خاموش رہنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اس میں کسی طرح کی کوئی قید نہیں ہے کہ جب

باہر قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور جب نماز میں قرآن پڑھا جائے تو تم امام کے پیچھے سورہ

فاتحہ پڑھو بلکہ دونوں صورتوں میں منع ہے کیونکہ مطلق کا قاعدہ ہے المطلق بجری علی

اطلاقہ

اس کو ایک مثال سے سمجھیے! ایک استاذ کسی طالب علم سے کہے کہ مجھے کوئی کتاب

لا کر دو، تو طالب علم کوئی بھی کتاب مثلاً: بخاری یا مسلم شریف یا ترمذی شریف: لا کر دے دے

تو حکم کو بجالانے والا کہلائے گا اس لئے کہ استاذ نے کوئی قید نہیں لگائی ہے کہ فلاں کتاب ہی

دو، لیکن اگر استاذ نے کہا بخاری شریف دو، اور طالب ترمذی شریف لا کر دے دے تو حکم کو

بجالانے والا نہ کہلائے گا۔ کیونکہ استاذ نے کتاب کا نام لیکر قید لگا دی ہے اب اگر کوئی طالب

علم اسکے علاوہ کوئی اور کتاب لا کر دیا تو حکم کو بجالانے والا نہیں کہلائے گا اور جب کوئی قید نہ

ہو تو کوئی بھی کتاب دے دے تو حکم کو بجالانے والا کہلائے گا۔

اب ذرا غور سے دیکھیے کہ کیا قرآن کی اس آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ

وَانصتوا میں کوئی قید ہے؟ کہ جب قرآن نماز سے باہر پڑھا جائے تو خاموش رہو اور جب

نماز میں امام سورہ فاتحہ پڑے تو تم بھی امام کے پیچھے پڑو؟ ظاہری بات ہے ایسی کوئی

قید کو نہیں ہے لہذا دونوں صورتوں میں خاموش رہنے کا حکم لگے گا لہذا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔

حنفی: ہمارے پاس قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث بھی ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے

چنانچہ حدیث شریف میں ہے اِذَا قَرَأَ الْفَاتِحَةَ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۳)

ترجمہ: اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو

دوسری حدیث میں ہے صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَّا

بِوَجْهِهِ فَقَالَ اتَّقِرُّوْنَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكُتُوا لَسَأَلَهُمْ ثَلَاثًا فَقَالُوا إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا

تَفْعَلُوا (طحاوی شریف ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضور ﷺ نے نماز پڑھائی پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم قرأت کرتے

ہو حالانکہ امام قرأت کرتا ہے تو صحابہ نے خاموشی اختیار فرمائی تین مرتبہ کہنے کے بعد صحابہ نے

فرمایا جی ہاں قرأت کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا ایسا مت کیا کرو۔

تو دیکھے یہاں صاف لفظوں میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امام کے پیچھے قرأت سے

منع فرمایا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ

الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۳)

ترجمہ: آپ ﷺ نے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ان سب حدیثوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہیے۔

آپ نے حدیث سے دلیل دی تو ہم نے بھی حدیث سے دلیل دی اور مزید قرآن

سے بھی دلیل دی جو سب سے بڑی دلیل ہے، کیونکہ قرآن کی دلیل حدیث سے بڑی دلیل

ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ لَهُ قِزَاءٌ

الموسس ص ۴۲

یعنی جس کے لیے امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے لیے کافی ہے تو اسی حدیث کی وجہ سے ہم حکما امام کے پیچھے قرأت کرنے والے بھی ہو گئے اور آپ نے جو حدیث پیش کی ہے ہم اس پر بھی عمل کرنے والے ہو گئے۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ قرآن وحدیث پر زیادہ عمل کرنے والے کون ہیں؟ ہم یا غیر مقلدین، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں۔

حدیث شریف: لا صلوة لمن لم يقرأ... الى آخره... کا جواب:

جواب نمبر ۱: حدیث شریف میں صحت نماز کی لکھی نہیں ہے بلکہ کمالیت نماز کی لکھی ہے۔

۲: اسی طرح حدیث کو بیان کرنے والے سفیان بن عیینہ ہیں اور محدثین کا قاعدہ اور

قانون ہے کہ راوی اپنی روایت کو جتنی اچھی طرح جانتا ہے اتنی اچھی طرح کوئی اور نہیں جان

سکتا، تو راوی حدیث سفیان بن عیینہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہیں اور یہ تشریح ابوداؤد

شریف ۱۱۱۱ میں موجود ہے کہ: "لمن يصل وحده" کہ یہ حدیث اس شخص کے لئے

ہے جو اکیلا نماز پڑھنے والا ہو یعنی یہ حدیث امام اور منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) کے لئے

ہے اور یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر امام اور منفرد اپنی نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں تو ان کی

نماز مکمل نہیں ہوتی اور ہمارے یہاں بھی تو امام اور منفرد اپنی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

(ماخوذ غیر مقلد سوال و اسات کو بانی کی توجہ)

غیر مقلد: ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کی قرأت سب کے لئے کافی ہو ہم

دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کھانا کھالے تو سب کی طرف سے کافی نہیں ہوتا اور اگر ایک آدمی

نماز پڑھ لے تو سب کی طرف سے کافی نہیں ہوتی تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی کیسے

ہو جائیگی؟

حنفی: تو پھر آپ کے یہاں ایک اذان سب کی طرف سے کافی کیوں ہو جاتی ہے؟ کیوں نہیں تمہارے یہاں سارے مقتدی اپنی اپنی اذان بولتے ہیں؟ اور ایک تکبیر سب کی طرف سے کافی کیوں ہو جاتی ہے اور تمہارے سارے مقتدی اپنی اپنی تکبیر کیوں نہیں بولتے۔

اور دوسری بات یہ سوال آپ کو ہم سے نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ سے کرنا چاہئے کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے لئے کافی ہے! یہ ہم نے نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

سوال غیر مقلد: اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ امام کی فاتحہ مقتدی کی فاتحہ کے لئے کافی ہے تو پھر امام کا رکوع اور سجدہ بھی مقتدی کے لئے کافی ہو چاہئے۔

حنفی: رکوع اور سجدہ کے سلسلے میں تو اللہ کے رسول کا صاف ارشاد گرامی ہے کہ جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو! تو یہاں صاف طور پر مقتدی کو بھی یہ چیزیں کرنے کا حکم ہے اور قرأت کے سلسلے میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ امام قرأت کرے تو تم بھی قرأت کرو بلکہ فرمایا امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے لئے کافی ہے۔

لہذا رکوع اور سجدہ سارے لوگ کریں گے، لیکن سورہ فاتحہ امام کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں پڑھیں گے۔

کیونکہ رکوع اور سجدہ کرنے کا تو حکم ہے، لیکن امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے اور اگر آپ ایسی کوئی حدیث دکھا دیں جس میں کہا گیا ہو کہ امام کا رکوع اور سجدہ مقتدی کے لئے بھی کافی ہے تو ہم یہ بھی کرنے کو تیار ہیں۔

حنفی: چلو ہم تھوڑی دیر کے لئے بالفرض مان بھی لیتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھنا فرض

ہے، لیکن آپ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی نے رکوع میں امام کو پایا تو وہ رکعت پانے والا شمار ہوگا یا نہیں؟ اگر غیر مقلد کہیں ہاں رکعت پانے والا شمار ہوگا تو ان سے کہو کہ جب تمہارے یہاں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور ایک آدمی نے امام کو رکوع میں پایا ہے تو اس سے فاتحہ چھوٹ گئی ہے۔

تو کیا فرض کے چھوٹنے سے بھی آدمی کی نماز ہو جاتی ہے؟ اور رکعت پانے والا شمار ہوتا ہے؟ اور اگر غیر مقلدین کہیں کہ رکعت کو پانے والا نہیں ہوگا کیونکہ سورہ فاتحہ اس سے چھوٹ گئی ہے۔

تو ان سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امام کو رکوع میں پایا تو اس نے رکعت پالی (یعنی صحیح) آپ کہہ رہے ہو کہ رکعت پانے والا شمار نہیں ہوتا؟ اب آپ ہی بتاؤ کہ آپ کی بات مانوں یا رسول اللہ ﷺ کی؟

اگر غیر مقلدین کہیں کہ مقتدی رکعت پانے والا شمار ہوگا یا نہیں اس میں بہت اقوال ہیں تو ان سے کہو کہ اقوال آپ کے یہاں حجت نہیں ہوتے، تو آپ اقوال کیوں پیش کر رہے ہو ان شاء اللہ یہاں سے ان کو رنگ بدلنے کا موقع نہیں ملے گا۔

غیر مقلد: قرآن کی آیت، "واذا قرئ القرآن الی آخرہ"، کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حنفی: یہ آیت کافروں کے متعلق نازل نہیں ہوئی ہے کیونکہ آیت کا اگلا حصہ لعلکم نرحمون ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اگر یہ آیت کافروں کے متعلق ہوتی تو مطلب یہ ہوتا کہ اگر کافر خاموش ہو جائیں تو اللہ کو چاہیے کہ ان پر رحم کرے اس لئے کہ اس نے کہا ہے کہ خاموش رہو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا حالانکہ کافر رحمت کا مستحق ہے ہی نہیں اسکے حق میں خاموش رہنا اور خاموش نہ رہنا دونوں برابر ہے۔

تو جب خاموش رہنے پر بھی وہ رحمت کا مستحق نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کیوں کر کہیں گے کہ خاموش رہو گے تو تم پر رحم کیا جائے گا پتہ چلایا آیت کافروں کے متعلق نازل ہی نہیں ہوئی بلکہ مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے اس لئے کہ رحمت کا مستحق صرف مسلمان ہے۔

مباحثہ تراویح

بیس یا آٹھ

غیر مقلد: بیس رکعت تراویح کا ثبوت کہاں سے ہے؟

سنی: حدیث سے: چنانچہ حدیث میں موجود ہے غن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة والوتر اس

(المجلد ۲۰ ص ۱۹۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں ہے، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَتِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رمضان المبارک کی ایک رات باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چوبیس رکعت (چار سو) رکعت اور بیس رکعت

دو اونچے نماز پڑھائی اور تین رکعت وتر پڑھائی۔

ان دونوں حدیثوں سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ تراویح کی نماز میں رکعت ہے۔

صحابہ کرام سے بیس رکعت کا ثبوت

دو حضرت عمرؓ سے ثبوت: حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن

کعب کی امامت پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (حدیث شریف

ج ۲ ص ۲۰۲)

دو حضرت عثمان سے ثبوت: حضرت عائشہؓ بن زیدت روایت ہے کہ

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی

(بیہقی ج ۳ ص ۲۹۶)

دو حضرت علیؓ سے ثبوت: حضرت ابو عبد الرحمنؓ سلمیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت

علیؓ نے رمضان میں تمام حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک قاری کو بیس رکعت پڑھانے کا

حکم دیا اور ترکی جماعت خود حضرت علیؓ پڑھاتے تھے (بیہقی ج ۳ ص ۳۳۶)

اجماع امت سے ثبوت: چنانچہ تمام صحابہ کا بیس رکعت تراویح پر اجماع ہے اور اجماع کے

بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لا یجتمع ائمتی علی ضلالة۔ (مسند احمد ص ۴۰۰)

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

مطلب واضح ہے کہ اگر ساری امت کسی بات پر جمع ہے تو وہ غلط نہیں ہو سکتی تمام صحابہ

کرام بیس رکعت پر جمع تھے لہذا تراویح بیس رکعت ہی ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے

فرمایا کہ میری ساری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

بہر حال: تراویح بیس ہے یا آٹھ اس میں دو جماعت ہے ایک جماعت تو وہ ہے جن

کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: الصحاہی کالنجوم لباہم اقتدیتم

اقتدیتم (وہ صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم جس کی بھی اقتداء

کر لو گے راستہ پا جاؤ گے، اور جن کے ہارے میں اللہ نے فرمایا، اُولَئِكَ هُمُ
السَّاجِدُونَ، یہی لوگ سچے ہیں۔ اور جن کے ہارے میں فرمایا، اُولَئِكَ هُمُ
الْمُقَابِلُونَ، یہی لوگ کامیاب ہیں، اسی پر بس نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے رضا مندی کا سر تسلیم
دے کر فرمایا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ، یہ جماعت کہتی ہے کہ تراویح میں رکعت
ہے اور دوسری جماعت، جو نام نہاد اہل حدیث کی جماعت ہے جو صحابہ کے پیروں کے دھول
کے برابر بھی نہیں ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہے اب میں فیصلہ آپ کے ہاتھ
چھوڑتا ہوں کہ آپ صحابہ کو مانیں گے یا نام نہاد اہل حدیث کو یہ فیصلہ آپ کے سپرد ہے۔

غیر مقلد: حدیث میں تو ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں گیارہ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

صنفی: یہ حدیث تہجد کے ہارے میں ہے کیونکہ اس میں غیر رمضان کی بھی قید ہے اور

غیر رمضان میں تراویح نہیں پڑھی جاتی ہے بلکہ صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔

پتہ چلا کہ یہ حدیث عام ہے اور تہجد کے ہارے میں ہے کیونکہ تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان
دونوں میں پڑھی جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہوتی تو خود حضرت عائشہ

جنہوں نے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے ان کو تو کم سے کم آٹھ رکعت تراویح پڑھنی چاہیے تھی

لیکن ہم دیکھتے ہیں وہ بھی نہیں ۱۰ رکعت ہی پڑھتی تھیں تو اگر یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں

ہوتی تو حضرت عائشہ خود اپنی ہی بیان کردہ حدیث کے خلاف عمل کیوں کرتیں؟ حضرت

عائشہ کا عمل اسکے خلاف ہونا خود ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں

ہے ہی نہیں۔

اب آپ کے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو آپ کو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث

تراویح کے سلسلے میں نہیں ہے تو پھر آپ کو ۱۰ رکعت تراویح پڑھنی شروع کر دینی چاہیے یا

پھر یہ مانو کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے اور حضرت عائشہ حدیث کے خلاف کرتی تھیں

تو ہم کو آپ کی یہ بات تسلیم نہیں، بلکہ ہمارے دل میں تو حضرت عائشہؓ کے بارے میں ایسا خیال بھی نہیں آسکتا کہ حضرت عائشہؓ اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف کوئی عمل کریں۔
اللہ کے رسول ﷺ کے عمل کے خلاف کرنا، یہ حضرت عائشہؓ سے رائی کے دانے کے برابر ممکن نہیں،

مسئ: چلو ہم تھوڑی دیر کے لئے بالفرض مان بھی لیتے ہیں کہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے تو اس میں تو غیر رمضان کی بھی قید ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں رکعت پڑھا کرتے تھے، لہذا اگر یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں ہے تو آپ حضرات کو غیر رمضان (محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، وغیرہ) میں بھی تراویح پڑھنی چاہیے آپ صرف رمضان میں ہی کیوں پڑھتے ہیں؟

بحث

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں یا ناف کے نیچے؟
غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے، "يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْشَّمْسَى ثُمَّ يَشَبِّكُ بِيَمَاهِ عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ"، مرسلاً (دوسرے) ترجمہ: حضور ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھتے پھر ان دونوں کو باندھ کر اپنے سینہ پر رکھتے۔

اس طرح ایک اور حدیث میں ہے، "وَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ" (مسند احمد ۱۱۱) ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا پھر ان دونوں کو سینے پر باندھا۔

ان دونوں حدیثوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے تو تم خلی حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہو؟ اور کیوں سینے پر ہاتھ نہیں باندھتے؟

حنفی: حدیث شریف میں یہ بھی تو ہے کہ، وَوَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشُّرْقَةِ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۹)

ترجمہ: آپ ﷺ نے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے فرمایا، قُلْتُ مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّ تَغْجِيلُ الْإِفْطَارِ وَتَأَخِيرُ السُّجُودِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشُّرْقَةِ، (سوانح انس ج ۲ ص ۴۳۲)

ترجمہ: نبوت کی صفات میں سے تین چیزیں ہیں۔

(۱) افطاری میں جلدی کرنا۔

(۲) سحری میں تاخیر کرنا۔

(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔
دیکھئے ان حدیثوں میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا کرہ ہے۔

تو جب حدیث میں ناف کے نیچے بھی ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے تو آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ تم حنفی حدیث کے خلاف کرتے ہو ہم بھی تو حدیث پر ہی عمل کر رہے ہیں اسی لئے ہم آپ کو یہ نہیں کہتے کہ تم سینے کے اوپر ہاتھ باندھ کر حدیث کے خلاف کر رہے ہو کیونکہ دونوں فعل حدیث سے ثابت ہے اور شاید اللہ منظور ہی نہیں تھا کہ اسکے محبوب کا کوئی عمل چھوٹے اسلئے کچھ لوگوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ سینے پر ہاتھ باندھیں اور کچھ لوگوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اس لئے ہم دونوں طریقوں کو صحیح مانتے ہیں اور آپ سینے پر ہاتھ باندھنے کو ہی صحیح مانتے ہیں اسکے علاوہ کو غلط مانتے ہیں اس سے تو ناف کے نیچے والی حدیث کا انکار لازم آتا ہے۔

آپ جب کہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں اور عمل حدیث کے خلاف ہے لیکن ہم تو

دونوں حدیثوں کے عمل کو صحیح مانتے ہیں۔ تو حدیث پر عمل کرنے والے ہم ہوئے یا آپ؟ فیصلہ آپ کے سپرد ہے۔

غیر مقلد: آپ کی ذکر کردہ حدیثیں ضعیف ہیں۔

حنفی: آپ کی بھی تو ذکر کردہ حدیث ضعیف ہیں آپ کی مذکورہ پہلی حدیث حضرت طاؤس بن کيسان سے مروی ہے لیکن یہ حدیث مرسل ہے البتہ طاؤس اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی راوی ہیں یہ معلوم نہیں لیکن حدیث مرسل احناف کے یہاں اس وقت حجت بنے گی جب اسکے خلاف کوئی مرفوع متصل روایت نہ ہو۔

نوٹ: یہ حدیث متنازعہ مرفوع ہے لیکن سند امرسل ہے۔

لیکن آپ حضرات کہ یہاں مرسل روایت حجت نہیں بنتی پھر آپ طاؤس کی روایت سے کس طرح استدلال کرتے ہو۔

آپ کی دوسری حدیث وائل بن حجر کی ہے جو کہ مشکلم فیہ اور ضعیف ہے سنن کبریٰ اور تہذیبی کے حاشیہ میں اس پر کافی بحث کی گئی ہے، اور اسکے علاوہ غشی حدیثیں ہیں وہ سب بھی مشکلم فیہ ہیں۔

غیر مقلد: لیکن پھر ہدایہ ص ۲۵۰ پر یہ بات کیوں لکھی گئی ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی احادیث مرفوع اور مضبوط ہے۔

حنفی: یہ مسئلہ بھی غلط ہے اور ہدایہ کا حوالہ بھی غلط ہے ہدایہ میں کہیں بھی اس طرح کی عبارت نہیں ہے اور نہ ہدایہ کے متن میں ایسی کوئی عبارت ہے بلکہ آپ کا مطالعہ ہی کمزور ہے یا جان بوجھ کر آپ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جو کہ آپ کی پرانی عادت شریفہ ہے۔

غیر مقلد: اگر آپ دونوں صورتوں پر عمل کو صحیح کہتے ہیں تو آپ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سینے کے اوپر ہاتھ باندھنے سے افضل کیوں کہتے ہیں۔

حنفی: ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں زیادہ تعظیم ہے اور غورتوں کے ساتھ

مشاہد نہیں ہے حالانکہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی صورت میں عورتوں کے ساتھ مشاہدہ ہے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات بھی زیادہ ہیں اسلئے حنفیہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو افضل کہتے ہیں۔ (۱۵۶ تراجم کے جوابات)

مباحثہ رفع یدین

غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے،، عن الزہری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ عمر قال رأیت رسول اللہ ﷺ اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیه حتی ٔکوناحذو متکبہ وکان یفعل ذلک حین یکبر للركوع ویفعل ذلک اذا رفع رأسه من الركوع ویقول سمع اللہ لمن حمد ولا یفعل ذلک فی السجود (بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ مکتبہ ماسرندہم)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے مقابل ہو گئے، اور آپ ﷺ یہ کرتے تھے جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تھے، اور آپ ﷺ یہ کرتے تھے جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے سمع اللہ لمن حمد، اور آپ یہ سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں ہے،، عن وائل بن حجر رأیت النبی صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ جَنَّتْ يُكَبِّرُ بِالصَّلَاةِ وَجَنَّتْ يَرْفَعُ وَجَنَّتْ يَرْفَعُ وَأَسْأَلُ مِنَ الرَّكْعَةِ يَرْفَعُ
يَذْنِبُهُ جَمَالَ أَذْلِهِ، (مسند احمد ص ۳۳۳)

ترجمہ: وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت آپ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے تھے اور جس وقت آپ رکوع فرما رہے تھے اور جس وقت آپ رکوع سے سر اٹھا رہے تھے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے تھے۔

ان دونوں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا چاہئے تم حنفی ایسا کیوں نہیں کرتے اور حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہوا حنفی: حدیث شریف میں یہ بھی تو ہے، "كَانَ يَرْفَعُ يَذْنِبُهُ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ وَجَنَّتْ يَرْفَعُ وَجَنَّتْ يَسْتَعِذُّ"، (ابن ماحہ ص ۶۲)

ترجمہ: کہ آپ ﷺ تکبیر تحریر کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جس وقت رکوع فرماتے اور جس وقت سجدہ کو جاتے تو یہاں سجدہ میں بھی ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے پھر آخر آپ لوگ سجدہ میں کیوں نہیں اٹھاتے ہیں۔

سنی: حدیث شریف میں ہے، "إِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَذْنِبُهُ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَفْعُوذُ"، (طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۳۲)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شروع کی تکبیر میں دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر اخیر نماز تک نہیں اٹھاتے تھے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے، "عَنْ جَاهِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِي أَرَأَيْتُمْ رَأَيْتُمْ كَأَنَّهُ أَذْنَابُ خَيْلٍ ضَمْنًا أَسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ"، (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت ابن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف تشریف لا کر فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا کہ میں تم لوگوں کو نماز کے اندر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں ایسا

لگتا ہے جیسا کہ شریر گھوڑے اپنی دم کو ہلاتے ہیں تم نماز کے اعمد ایسا مت کیا کرو نماز میں سکون اختیار کیا کرو!

تیسری روایت میں ہے، عَنْ عَفْقَمَةَ قَالَ غَبِلَ اللَّهُ ابْنَ مَسْعُودٍ إِلَّا أَصْلِي بِكُمْ صَلَواتُ سَولِ اللَّهِ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَیْهِ وَسَلَامُ فَصَلَّی فَلَمْ یَرْفَعْ بَنَدَیْهِ إِلَّا لَمَّا أَوَّلَ مَرَّةً، (ترمذی ج ۱ ص ۵۹)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم آگاہ ہو جاؤ بے شک میں تم کو حضور ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں یہ کہہ کر نماز پڑھائی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف پہلی تکبیر میں اٹھایا پھر پوری نماز میں نہیں اٹھایا۔

ان روایات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا چاہئے رکوع اور قنوتہ میں نہیں اٹھانا چاہئے آپ کے پاس جو روایتیں ہیں جن سے رفع یدین کا ثبوت ہوتا ہے کل آٹھ ہیں اور ہمارے پاس چودہ ہیں۔

لیکن ہم پھر بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ حدیث کے خلاف کرتے ہو اور آپ کے پاس کم روایات ہیں تو بھی کہہ رہے ہیں کہ تم حنفی حدیث کے خلاف کرتے ہو۔ یہ تو ایسا ہی ہو گیا کہ الٹا چور کو توال کو ڈانٹے۔

حنفی: ہم رفع یدین کے کرنے کو اور رفع یدین نہ کرنے کو دونوں طریقوں کو صحیح مانتے ہیں لہذا ہمارے اوپر یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ہم سے کہو کہ یہ دکھاؤ کہ آپ نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہو! آپ مجھ سے یہ سوال نہیں کر سکتے حالانکہ ہم دکھا بھی سکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو یہ سوال کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ دونوں عمل صحیح ہیں، لیکن آپ صرف رفع یدین کو صحیح مانتے ہیں اور عدم رفع یدین (رفع یدین نہ کرے) کا انکار کرتے ہیں تو ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کوئی ایسی حدیث دکھاؤ جس میں عدم رفع یدین کا منع ملتا ہو، ایسی حدیث نہیں کہ جس میں رفع یدین کرنے کا حکم ملتا ہو بلکہ

اسی حدیث جس میں منع ملتا ہوا دکھا دو! ہم آج سے ہی رفع یدین کرنا شروع کریں دیکھئے۔
غیر مقلد: حدیث شریف میں ہے، ”كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا تَخَوَّضَ الصَّلَاةَ وَوَجَّهَ
يَرْفَعُ“ (ص ۴۷)

دیکھو! یہاں فعل مضارع پر ”کان“ داخل ہے اور کان جب فعل مضارع پر داخل ہوتا
ہے تو استمرار اور ہمیشگی کا فائدہ دیتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیشہ رفع یدین
کرتے تھے۔

حنفی: آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اسکے آخر میں وحسن بسجد بھی ہے اور
اسکا عطف بھی کان پر ہے تو پھر تو آپ کو جہدہ میں بھی رفع یدین کرنا چاہئے کیوں نہیں کرتے
حدیث شریف میں ہے، ”كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَغْلِيهِ،
تَرْجُمَهُ: حضور ﷺ اپنے جوتے میں نماز پڑھتے تھے، یہاں بھی کان فعل مضارع پر
داخل ہے پھر تو آپ کو ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے تو پھر جوتے اتار کر کیوں پڑھتے
ہو۔

سنی: یہ قاعدہ کس نے بتایا ہے کہ کان فعل مضارع پر داخل ہو تو استمرار کا فائدہ دیتا
ہے، قرآن نے یا حدیث نے؟ یہ قاعدہ تو نحوی اصولین نے بتایا ہے اور اللہ اور رسول کے
علاوہ کی بات ماننا تمہارے یہاں شرک ہے تو پھر شرک کا ارتکاب کیوں کر رہے ہو؟
سنی: ہر جگہ کان استمرار کا فائدہ نہیں دیتا ہے۔

مباحثہ

نماز میں آمین بلند آواز سے پادا ہستہ

ظہر مقلد: حدیث شریف میں ہے کہ، «قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّالِّينَ وَمَذَبُهَا صَوْتُهُ وَفِي رِوَايَةٍ لَفَعُ بِهَا صَوْتُهُ» (ترمذی ج ۱ ص ۱۷۷)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ کر کے آمین کہا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز کو کھینچا اور دوسری روایت میں ہے اپنی آواز کو بلند کیا (تیز آواز سے آمین کہی) اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آمین تیز آواز سے کہنی چاہئے تو تم حنفی آہستہ کیوں کہتے ہو!

حنفلی: حدیث شریف میں یہ بھی ہے، «قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ لَمْ يَنْفَضْ بِهَا صَوْتُهُ» (ترمذی ج ۱ ص ۱۷۷)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور اپنی آواز کو پست کیا (دھیمی آواز سے آمین کہی) اس حدیث سے تو پتہ چلتا ہے کہ دھیمی آواز سے آمین کہنی چاہئے۔ البتہ جب حدیث میں دونوں طرح سے عمل کرنا ثابت ہے تو آپ اگر بلند آواز سے آمین کہو تو ٹھیک ہے اور اگر دھیمی آواز سے آمین کہتے ہیں تو آپ کو تکلیف کیوں ہے؟ جب حدیث میں دونوں عمل ثابت ہے تو دونوں پر عمل کیا جاسکتا ہے آخر آپ ایک کو ہی لازم کیوں سمجھتے ہیں ایک کو لازم سمجھنے سے تو دوسری حدیث کا انکار لازم آتا ہے اور دعویٰ کرتے ہیں اہل حدیث ہونے کا صرف اہل حدیث کا سہل لگا لینے سے کوئی اہل حدیث نہیں ہوتا ویسے تو کچھ لوگ اہل قرآن کا سہل لگاتے ہیں اور کچھ لوگ حسیبی کا تو کیا وہ حقیقت میں اہل قرآن اور حسیبی ہیں اگر سچے اہل حدیث بننا چاہیں تو امام ابو حنیفہ سے سیکھو کہ کیسے وہ مختلف حدیثوں پر عمل کیا جاتا ہے یہ میرا آپ کو ایک مفید مشورہ ہے۔

مباحثہ

فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت

غیر مقلد: نماز کے بعد دعا کا ثبوت نہ قرآن سے ہے اور نہ حدیث سے تو تم حلی نماز کے بعد دعا کیوں مانگتے ہو؟ اور بدعت کا ارتکاب کیوں کرتے ہو؟
سنی:

آنکھیں اگر ہو بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قسم کیا ہے آفتاب کا

قرآن میں صاف لفظوں میں موجود ہے، "لَا ذَا لِرَغْتِ لَالِص" ترجمہ: پھر جب آپ فارغ ہوں تو زیادہ محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف رغبت کیجئے! صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خشوع خضوع کے ساتھ دعا، "تَوَسَّعِ اسْ حَاسِ" ۳۹۱/ ماحوذ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت ص ۳۰ جلال شریف ص ۵۰۴ حاشیہ ن ۲۶/ اور صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی یہی تفسیر کی ہے (تفسیر درنشر ج ۶ ص ۲۵۸ ماحوذ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت ص ۳۰)

اور صحابی رسول ﷺ حضرت قتادہؓ نے بھی یہی تفسیر کی ہے (در مـ ج ۲ ص ۱۵۱ ماحوذ فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت ص ۳۰)

اور حدیث شریف میں آیا ہے، "اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَذُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ" (ترمذی ج ۲ ص ۱۸۰)

توجہ: اللہ کے رسول سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے فرمایا رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد مانگی ہوئی دعا

غیر مقلد: لیکن ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت تو قرآن و حدیث سے نہیں ہے تو پھر

آپ ہاتھ اٹھا کر کیوں دعا مانگتے ہو؟

منی: اگر آپ گہری نظر سے احادیث کا مطالعہ کریں تو صاف لفظوں میں ابوداؤد شریف کی حدیث ملے گی،، کان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا رفع يده ثم (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۹)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا مانگتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے تھے

حضرت اسود عامری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب نبی ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ (صلو اللہ رسول ص ۲۶۷)

ایک اور حدیث میں ہے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر دعا مانگے مگر اللہ تعالیٰ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ اسکے ہاتھوں کو نی اور مجہ ومن لوائے ان سب حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہئے۔
غیر مقلد: اجتماعی دعا کا ثبوت تو قرآن و حدیث سے نہیں ہے تو پھر اسکے اہتمام کی وجہ؟

منی: حدیث سے اجتماعی دعا کا ثبوت ہے چنانچہ حدیث میں ہے،، لا یخضع ملا فیذعوا بغضہم یؤمن بغضہم،، (کبر العسل ج ۲ ص ۱۰۰)۔ مسند رک حاکم ج ۳ ص ۳۷۷

ترجمہ: کوئی گروہ جمع نہیں ہوتا کہ ان میں سے بعض دعا کریں اور بعض زمین کہیں مگر اللہ تعالیٰ انکی دعا کو قبول فرما لیتا ہے، اس حدیث سے اجتماعی دعا کا ثبوت ہوتا ہے۔

مضافہ

دونوں ہاتھ سے یا ایک

غیر مقلد: حدیث شریف میں،، اخذ بالسید، اخذ بید،، وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں اور یہاں ایک ہاتھ کو کہتے ہیں اور دونوں ہاتھ کے لئے یسین کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو جب حدیث شریف میں سید کا لفظ ہے یعنی ایک ہاتھ سے سلام کرنے کا تو آپ دونوں ہاتھ سے سلام کیوں کرتے ہو؟

منی: یہ کا لفظ جنس ہے اور جنس کا لفظ واحد (۱) حثنیہ (۲) جمع (۳) سب پر بولا جاتا ہے جیسے کوئی کہتا ہے میں نے اپنی آنکھ سے تجھے یہ کام کرتے ہوئے دیکھا تو دیکھئے یہاں اس نے واحد آنکھ (ایک آنکھ) کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن پھر بھی کوئی ایک آنکھ سے دیکھنا مراد نہیں لیتا بلکہ دونوں آنکھوں سے دیکھنا مراد لیتا ہے جیسے کہ اللہ کے رسول ﷺ دعا فرماتے تھے،، اللہم اجعل فی بصری نوراً و جعل فی سمعی نوراً،،

ترجمہ: اے اللہ میری آنکھ اور کان میں نور عطا فرما دیجئے! دیکھئے یہاں ابھر اور صبح کے لیے واحد لفظ استعمال ہوا ہے تو کیا آپ یہاں یہ مراد لیں گے کہ اللہ میرے ایک کان اور ایک آنکھ میں نور عطا فرما دیجئے اور دوسرے میں نہیں؟ ظاہر ہے ہر کوئی دونوں آنکھ مراد لیتا ہے اسی طرح جہاں یہ استعمال ہے وہاں بھی دونوں ہاتھ مراد ہے۔

سنی: سوال ہماری ان دلیل کے بعد بھی اگر آپ یہ کہیں کہ ایک ہاتھ ہی مراد لیتے ہیں تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ عربی میں یہ (ہاتھ) کا استعمال صرف تثنیٰ پر نہیں ہوتا بلکہ یہ کا لفظ التثنیوں سے ایسا کر دھوں تک بولا جاتا ہے پھر آپ کو کدھوں تک ہاتھ مانا جائے صرف تثنیٰ ہی کیوں ملاتے ہو؟

غیر مقلد: تو کیا ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے؟
سنی: ایک ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بھی جائز ہے لیکن افضل دونوں ہاتھوں سے مصافحہ

کرتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں لہذا جب ایک ہاتھ سے مصافحہ کریگا تو ایک ہاتھ کے گناہ جھڑیں گے اور جب دونوں ہاتھ سے مصافحہ کریگا تو دونوں ہاتھ کے گناہ جھڑیں گے اسلئے سلف صالحین نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو افضل کہا ہے (ایک صحیح مسند احمد کے ۱۲ ص ۸۷)

مباحثہ اجماع اور قیاس

غیر مقلد: حجت اور دلیل صرف قرآن و حدیث ہی ہے آپ اجماع اور قیاس کو کیوں مانتے ہیں؟

سنی: قرآن و حدیث حجت ہے یہ بات بالکل صحیح ہے اور ہم بھی پہلے نمبر پر قرآن و حدیث کو ہی مانتے ہیں اور دوسرے نمبر پر اجماع اور قیاس کو لیکن آپ کی یہ بات کہ صرف قرآن و حدیث ہی حجت ہے اجماع اور قیاس حجت نہیں ہے بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں جو قرآن و حدیث میں صاف طور پر نہیں ملتے اسلئے قرآن و حدیث کے بعد اجماع اور قیاس کا ہی سہارا لینا ہی پڑتا ہے اگر آپ سارے مسائل قرآن و حدیث میں دکھلا دیں تو ہم آج ہی اجماع اور قیاس کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں سارے مسائل تو دور کی بات ہے میں پورے چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ خود اپنی نماز کا طریقہ ہی دکھلا دیں؟ آپ خود اپنی نماز کو چاروں اماموں کے مسئلے سے چوری کر کے پڑھتے ہو اور جو مسئلہ قرآن و حدیث میں ہے بھی انکو بھی، ان ہی کی کتابوں سے لیتے ہو کیونکہ آپ کے اندر اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے کہ مسئلہ نکال سواور انہی حضرات کو گالیاں بھی دیتے ہو۔

میرا سوال یہ ہے کہ آپ پوری نماز کا طریقہ ہی قرآن و حدیث میں دکھلا دیں تو ہم

اجماع اور قیاس کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں اور ظاہر ہے آپ نہیں دکھلا سکتے تو ایسی صورتوں

میں اجماع اور قیاس کو ماننا ہی پڑتا ہے اور اجماع اور قیاس کرنے کو تو اللہ تعالیٰ ہی نے کہا ہے
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قیاس کے بارے میں کہا: **لَا يَجُوزُ قِيَاسٌ** اور **الابصار**۔
ترجمہ: اے عقلمندوں قیاس کیا کرو!

اور حدیث میں ہے کہ حضرت معاذؓ کو جب اللہ کے رسول ﷺ نے یمن بھیجا تو اسلامی
منشور پر گفتگو ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے پوچھا اے معاذ مسائل کا
فیصلہ کس طرح کرو گے حضرت معاذؓ نے کہا کہ کتاب اللہ سے پھر فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے
اگر کتاب اللہ میں تم نے مسئلہ نہ پایا تو! تو حضرت معاذؓ نے فرمایا سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا
اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اگر سنت میں بھی تم نے وہ مسئلہ نہ پایا تو کیا کرو گے! تو حضرت
معاذؓ نے فرمایا کہ میں اجتہاد یعنی قیاس کروں گا اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے
حضرت معاذؓ کو ایسا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کا رسول ﷺ راضی ہو گیا۔
(ترمذی)

لہذا اگر قیاس دلیل نہ ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ اس جواب سے راضی کیوں ہوتے
راضی ہونا ہی اس بات کی علامت ہے کہ قیاس بھی دلیل اور حجت ہے، ورنہ جو چیز قاطعاً اللہ
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہوں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، اور اجماع کے
سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ**
جَهَنَّمَ وَمَا أَمْرٌ مَصِيرًا ترجمہ: اور جو ایمان والوں کے راستے کے علاوہ پر چلیں گے تو ہم
انکے کے لئے محبوب بنا دیں گے وہ چیز جسے اسے پسند کیا ہے اور ہم اسے جہنم میں داخل کر دیں گے
اور وہ بری جگہ ہے۔

دیکھئے اس آیت میں ”مؤمنین“ کا لفظ جمع کا لفظ استعمال کر کے فرمایا گیا جو ان کے
راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور اجماع کے سلسلے میں اللہ
کے رسول ﷺ نے فرمایا: **لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ**۔

ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی مطلب واضح ہے کہ اگر ساری امت کسی بات پر جمع ہو تو وہ گمراہی اور غلط نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہی فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی لہذا اگر کسی بات پر جمع ہونگے تو وہ صحیح اور بخیر ہوگی یہی تو دلیل اور حجت ہے، قرآن و حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قیاس اور اجماع بھی حجت ہے لہذا اگر قرآن و حدیث میں کوئی مسئلہ صریح لفظوں میں نہ ملے تو اجماع اور قیاس پر عمل کرنا چاہئے۔

منہی: آپ کہتے ہیں ہر دہا مسئلہ قرآن و حدیث میں صاف لفظوں میں موجود ہے اجماع اور قیاس کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے، تو میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ نماز کا پورا طریقہ ہی ہم کو قرآن میں دکھلا دو ہم اجماع اور قیاس کو چھوڑ دیں گے، شراب حرام ہے اس کا پتہ ہم کو قرآن سے چلتا ہے لیکن بھانج کا کیا حکم ہے ہم اسکو کیا مانیں حرام یا حلال قرآن و حدیث میں دکھلاؤ اگر آپ کہتے ہیں حرام تو بھی قرآن و حدیث میں دکھلاؤ اور اگر کہتے ہیں حلال ہے تو بھی قرآن و حدیث میں دکھلاؤ ہاں قیاس سے ثابت ہے کہ یہ حرام ہے اور آپ قیاس کو مانتے نہیں تو اس مسئلہ کا حکم آپ کو قرآن و حدیث میں ہی دکھلانا پڑے گا کبھی کے سلسلے میں حدیث میں ہے کہ جب وہ دودھ میں گر جائے تو اسکو ڈبو کر پھینک دو کیونکہ اسکے بائیں پر میں بیماری ہوتی ہے اور دائیں میں شفا دہ گرتے وقت اپنا پایاں پر ڈالتی ہے اسلئے اس کو ڈبو دوتا کہ شفا والا پر بھی ڈوب جائے اور پھر دودھ کو پی لو اس کا حکم تو حدیث میں ہے لیکن اگر کبھی کے برابر کوئی چیز گر جائے مثلاً پھر تو اسکے سلسلے میں قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے اگر کہتے ہو اسکو بھی ڈبو کر باہر پھینک دیا جائے اور دودھ پی لیا جائے تو یہ بھی قرآن و حدیث میں دکھلاؤ اور اگر کہتے ہو کہ دودھ کو پی پھینک دیا جائے تو یہ بھی قرآن و حدیث میں دکھلاؤ ہاں قیاس سے ثابت ہے کہ پھر کو بھی پھینک کر دودھ پی لیا جائے لیکن آپ قیاس کو مانتے ہی نہیں لہذا آپ کو اس مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث میں ہی دکھلانا پڑے گا اور ایسے ہی بہت سے مسائل جو قرآن و حدیث میں صاف لفظوں میں نہ ہوں تو ایسے مسائل پر کیا حکم لائیں گے اگر حلال کا حکم دیتے ہو تو

بھی ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور اگر حرام کا حکم لگاتے ہو تو بھی ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور اگر مکروہ کا حکم لگاتے ہو تو بھی ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں دکھلاؤ اور آپ قیامت تک نہیں دکھلا سکتے! آخر کار آپ کو اجماع اور قیاس کو ماننا ہی پڑے گا۔

منہی: قرآن سے نماز میں رکوع کرنا اور سجدہ کرنا ثابت ہے اور رکوع اور سجدہ کی تسبیحات حدیث سے ثابت ہے لیکن رکوع اور سجدہ کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ ذوق قرآن میں ہے نہ حدیث میں تو پھر آپ آہستہ کس بناء پر پڑھتے ہو جبکہ آہستہ پڑھنا اجماع سے ثابت ہے اور اجماع آپ کے یہاں حجت تو ہے نہیں۔

بخاری، بخاری، بخاری، بخاری

غیر مقلد: بخاری و مسلم نے جن روایات کو ذکر کیا ہے ہم اسی پر عمل کو ضروری سمجھتے ہیں ان کے خلاف جو حدیث ہے ہم ان پر عمل نہیں کرتے۔

منہی: سب سے پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ اصول کس نے بیان کیا ہے رسول اللہ یا قرآن نے؟

دوسرا جواب یہ ہے کہ بخاری (ج ۱ ص ۳۶) اور مسلم (ج ۱ ص ۱۳۸) کی حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول نے کھڑے ہو کر استنجاء فرمایا اور ترمذی (ص ۹) میں اس کے خلاف حدیث ہے کہ کھڑے ہو کر استنجاء کرنا خلاف سنت ہے تو بخاری و مسلم کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا صحیح ہے اور ترمذی کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے اور آپ کا بھی عمل ترمذی پر عیا ہے یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کو آپ بھی خلاف ادب سمجھتے ہیں تو آپ نے تو کہا تھا کہ ہم بخاری و مسلم کی حدیث

کے خلاف کسی حدیث کو ہم قابل عمل نہیں سمجھتے تو آپ بخاری و مسلم کی حدیث کو چھوڑ کر ترمذی کی حدیث پر کیوں عمل کرتے ہو (بخاری ج ۱ ص ۷۴) کو مسلم (ج ۱ ص ۲۰۵) میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے نواسے کو افھا کر نماز پڑھا کرتے تھے، اور بچے کو افھائے بغیر نماز پڑھنے کی صراحت نہ بخاری میں ہے نہ مسلم میں ہے اور آپ بھی بچے کو افھائے بغیر نماز پڑھتے ہو تو آپ بخاری و مسلم کی حدیث کے خلاف کیوں کرتے ہو آپ کو تو بچے افھا کر نماز پڑھنی چاہئے۔

بخاری (ج ۱ ص ۵۶) و مسلم (ج ۱ ص ۲۸۸) میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے، آپ بخاری و مسلم کی حدیث کے علاوہ کوئی نہیں مانتے پھر تو آپ کو بھی جوتے پہن کر نماز پڑھنی چاہئے آپ کیوں جوتے نکال کر نماز پڑھتے ہو؟

عباراتِ اکابر

بڑوں کی عبارتیں

غیر مقلد: ہمیشگی زیور میں لکھا ہے کہ چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں۔

مسنی: تو اس میں خرابی کیا ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک بچہ بالغ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے یعنی اس پر کچھ نہ فرض ہے نہ واجب ہے تو جب اللہ کے رسول ﷺ تا بالغ کے اوپر کچھ واجب نہیں کرتے تو ہم کون ہوتے ہیں کچھ واجب کرنے والے

اس لئے اس کے اوپر ہم کچھ واجب نہیں کرتے ہاں! البتہ اتنی بات ضرور کہتے ہیں جو بہشتی زیور میں آگے لکھا ہے لیکن آپ نے اس کو چھپا کر عبارت کو پیش کیا ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اسے غسل کرانا چاہئے

غیر مقلد: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ہاتھ میں کوئی نجس لگی تھی اسکو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو پاک ہو جائے گا بھلا یہ کس قرآن و حدیث میں ہے۔

سنی: آپ کب تک قرآن و حدیث کا ہم لیکر جھوٹ بولتے رہیں گے ایک دفعہ کم سے کم جھوٹ بولنے کی قسم توڑ ہی دیں یہاں بھی اگلی عبارت آپ نے چھوڑ دی آگے لکھا ہے مگر چائنا منع ہے، اب سنئے عام طور پر گھروں میں یہ مسئلہ پیش آتا ہے کہ لڑکیاں گھر میں موٹی سلائی کا کام کرتی ہیں تو انگلی میں سوئی چبھ جاتی ہے اور خون نکلتا آتا ہے تو وہ دو تین مرتبہ اسکو چوس کر تھوک دیتا ہے اس سے خون بند ہو جاتا ہے اور انگلی بھی صاف ہو جاتی ہے تو ان کو سمجھانے کے لئے یہ لکھ دیا کہ اتنی پاک ہو گئی تو یہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے اور کس آیت یا حدیث میں ہے کہ انسانی تھوک نہ پاک ہے نہ پاک کرنے والا ہے۔

سنی: آپ کی کتاب نزل الہیہ میں لکھا ہے کہ منی پاک ہے خشک ہو یا تر گاڑھی ہو یا تلی جنس کے خون کے علاوہ سب خون پاک ہے شرم گاہ کی رطوبت بھی پاک ہے ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے حتیٰ کہ کتے کے پیشاب یا خانہ کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے اس صحیح یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب بھی پاک ہے ذرا ہمیں بھی دکھانا یہ کس قرآن و حدیث میں ہے۔

(۲) آپ کی کتاب عرف الجاوی (ص ۵۱) میں لکھا ہے بے وضو آدمی قرآن شریف پھوسکتا ہے یہ کس قرآن و حدیث میں ہے ذرا ہمیں بھی دکھانا (۳) آپ کی کتاب عرف الجاوی (ص ۲۷) پر لکھا ہے مشیت زنی کرنا اور کسی چیز سے منی خارج کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جسکی بیوی نہ ہو یہ کس قرآن و حدیث میں ہے؟ ذرا ہمیں بھی دکھانا آپ کے عالم

لو اب وحید الزماں حیدر آبادی فرماتے ہیں بہتر عورت (شادی کے لئے) وہ ہے جس کی فرج
نکھ ہو یا جو پر شہوت ہو شہوت کی وجہ سے دانت پڑیں رہی ہو یہ کسی قرآن و حدیث میں ہے
ذرا ہمیں بھی دکھانا!

غیر مقلد: آپ کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے
اسکا پیشاب پینا بلا عذر جائز ہے اس طرح لکھا ہے سوائے انگور کے شراب کے دیگر شرابوں کی
بیع جائز ہے۔

سنی: یہ مسائل غیر مفتی بہ ہے اور آپ کو اعتراض کا حق مفتی بہ مسائل پر ہے اور مفتی
بہ ہمارے یہاں اسکا برعکس ہے۔

غیر مقلد: آپ کی کتاب میں لکھا ہے کہ خنزیر کی بیع جائز ہے۔
سنی: یہ بات کہیں نہیں لکھی ہوئی ہے کہ خنزیر کی بیع جائز ہے ہاں البتہ یہ لکھا ہوا
کہ خنزیر کی کھال کو اگر دباغت دے دی گئی تو وہ پاک ہے لیکن یہ غیر مفتی بہ ہے اور مفتی بہ یہ
ہے کہ پاک نہیں ہو گا اور اعتراض کا حق مفتی بہ پر ہوتا ہے نہ کہ غیر مفتی بہ پر۔
غیر مقلد: آپ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شراب حلال ہے۔

سنی: ہماری تعلیم الاسلام سے لیکر بدایہ کنز الدقائق فتاویٰ شامی عالمگیری الفرض
ہماری فقہ کی ساری کتابیں اٹھا کر دیکھیں آپ کو یہ کہیں نہیں ملے گا کہ کسی عالم نے شراب کو
حلال کہا ہو۔

غیر مقلد: تم حنفیوں کا کہنا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت انسؓ غیر فقیہ تھے
جبکہ امام ابو حنیفہ سید الفقہاء تھے کیا یہ تو بین صحابہ نہیں ہے؟

سنی: پہلے تو آپ کو اپنی عقل پر ماتم کرنا چاہئے ہماری کتاب میں یہ بات کہیں
نہیں لکھی ہوئی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ و انسؓ فقیہ نہیں تھے ہاں صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ وہ

معروف بالفقہ نہیں تھے، یعنی فقہ کے ساتھ مشہور نہیں تھے اور امام ابو حنیفہ کو امام اعظم کہنے سے

یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابہ کرام سے بڑے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہمواروں میں بڑے ہیں، کمالاً یعنی علی اہل العلم،

غیر مقلد : تم خلی ہو یا محمدی ﷺ؟

منی : اگر میں آپ سے پوچھوں کہ آپ ہندوستان کے رہنے والے ہیں یا کسی گاؤں شہر کے تو یقیناً آپ کا جواب ہوگا دونوں جگہ کارہنا والا ہوں کیونکہ گاؤں یا شہر ہندوستان سے الگ نہیں ہے بلکہ ہندوستان کا بھی ایک حصہ ہیں بس یہی جواب ہمارا بھی سمجھو کہ ہم بھی دونوں ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ کی پیروی درحقیقت محمد ربی ﷺ کی پیروی ہے اسلئے کہ امام صاحبؒ نے قرآن و حدیث کو ہی سامنے رکھ کر مسائل کو نکالا ہے لہذا انکی پیروی دراصل حضور ﷺ کی ہی پیروی ہوگی (شرح تہذیب ص ۳۸)

غیر مقلد : بہشتی زیور میں لکھا ہے اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی سوکھے شخص مقام پر پڑتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

منی : بتائیے یہ مسئلہ کس آیت یا کس حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے نماز کیلئے طہارت مکان شرط ہے نہ گرد و نواح۔

منی : آپ کی کتاب عرف الجادی (ص ۱۸) پر لکھا ہے کہ نماز میں شرم کا وہنگی رہے تو تمام صحیح ہے اور بدرالابلہ (۳۹) میں لکھا ہے کہ سر پر کندگی افشا کر نماز پڑھے تو بھی نماز صحیح ہے ان مسئلوں کو ذرا ہمیں بھی قرآن و حدیث میں دکھلائے؟

غیر مقلد : فضائل اعمال میں بہت سی حدیثیں ضعیف ہیں اور بہت سی حدیثیں لکی ہے جن کا حوالہ بھی نہیں اور بغیر حوالہ کے بات منبوط نہیں ہوتی۔

منی : رہی بات ضعیف ہونے کی تو محدثین کا اصول ہے کہ ضعیف حدیث فضائل میں معتبر ہیں البتہ مسائل میں معتبر نہیں ہے اور یہ کتاب فضائل میں ہے رہی بات حوالہ کی تو حضرت نے حوالہ دیا ہے مگر آپ کو اس وقت نظر آتا جب آپ آنکھوں سے تعصب کی پٹی ہٹا

کر دیکھتے چنانچہ حضرت شیخ نے فضائل قرآن کے شروع میں صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ تنقیح الرواۃ مرقاۃ اور احیاء العلوم کی شرح اور منذری کی ترفیب پر اعتماد کیا اور کثرت سے ان سے لیا ہے اب آپ کو جس حدیث کا حوالہ نہ ملے تو ان لمکورہ پانچ کتابوں کی طرف مراجعت کریں اگر وہاں نہ ملے تو کہیں کہ حوالہ نہیں ہے ورنہ بے جا اعتراضات سے گریز کریں۔

غیر مقلد: حضرت شیخ نے حضرت حظلہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ اپنی بیوی بچوں کے پاس جاتے تو کہتے نالقی حنظلہ اور دوسری جگہ لکھا ہے حضرت حظلہ شادی کے پہلے ہی دن شہید ہو گئے تھے اور غسل جنابت بھی نہ کر پائے تھے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی شادی کے پہلے ہی دن شہید ہو جائے اور اسکے بچے بھی ہوں اور وہ بیوی بچوں میں جائے تو نالقی حظلہ کہے۔

سنی: قصور آپ کا نہیں بلکہ آپ کے مطالعہ کی کمی کا ہے آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ایک نام کے بہت سارے لوگ ہوتے ہیں جن کے بیوی بچوں کا ذکر ہے وہ حظلہ بن الربیع تھے اور جو شادی کے پہلے ہی شہید ہو گئے تھے، وہ حظلہ بن مالک ہیں جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا،

غیر مقلد: حضرت شیخ نے فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ حضور کا بول و براز پاک

ہے۔

سنی: جمہور علماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضور کا بول و براز پاک ہے۔

سنی: ہم تو اللہ کے رسول ﷺ کے پاخانہ اور پیشاب کو پاک کہتے ہیں اور جمہور

علماء بھی اسی کے قائل ہیں مگر آپ کی کتاب نزل الابرار میں تو تمام حلال و حرام جانور کے

پیشاب پاخانہ کو بھی پاک کہا گیا ہے یہ کس قرآن و حدیث میں ہے ذرا ہمیں بھی دکھلانا؟

سنی: آپ کے عالم علامہ وحید الزماں صاحب نزل الابرار (ج ۳ ص ۹۴) پر

کہتے ہیں کہ بعض صحابہ فاسق ہیں کیا یہ صحابہ کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟ حدیث میں صحابہ انصاف میں موجود ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا الصحابی کالنجوم لیسلمہم اہلہم اہلہم میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی اقتدا کر لو گے راستہ پا جاؤ گے اور آپ کے عالم کہہ رہے ہیں کہ بعض فاسق ہیں میں نے چند علماء غیر مقلدین کی مہارتیں آپ کے سامنے پیش کی مگر یقین مانو اگر ان غیر مقلدین کی بیہودہ اور گندی باتیں تفصیل کے ساتھ ذکر کی جائیں تو ایک بہت بڑا دفتر بھی تاکافی ہوگا۔

مباحثہ علم غیب

علم غیب کی تعریف

غیب کی باتوں کو بلا کسی کنکشن اور واسطے سے جان لیا جائے نہ بیچ میں فرشتہ کا واسطہ ہو اور نہ وحی کا واسطہ ہو۔ اسی طرح نہ کسی نیلی فون کے تار کا واسطہ ہو اور نہ موبائل کے تار کا اس میں کوئی دخل ہو۔ اور نہ ہی الزاماً سائنس کا آلہ ہو۔ غرض کہ کسی قسم کا واسطہ اور کنکشن اور آلہ کے بغیر غیب کی باتوں کو جاننے کا نام علم غیب ہے۔ (منتہی شیعہ صاحب منتہی المعجم مرادبادی ص ۱۵۶ مترجمات کے جوابات ص ۱۵۱)

ہریلووی : جنگ بدر میں آپ ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا اور آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہوتے تو کیسے ایسی چیز کے بارے میں بتا دیتے جو ابھی ہوئی نہیں ہے ہونے والی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

منسی : آپ کی دلیل ہی غلط ہے اسلئے کہ آپ کا جو دعویٰ ہے وہ عام ہے اور آپ دلیل خاص کی دے رہے ہیں آپ کا دعویٰ ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کا علم غیب اللہ

کے رسول ﷺ کو ہے تو دعویٰ آپ کا تمام چیزوں کے بارے میں ہے اور دلیل آپ بعض چیزوں کی دے رہے ہیں اور بعض علم غیب تو ہم بھی اللہ کے رسول ﷺ کے لئے مانتے ہیں تو جب بعض علم غیب پر ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے تو بعض علم غیب پر دلیل دینے کا مطلب ہی کیا آپ کے دعوے میں تمام چیزوں کی قید ہے تو دلیل بھی ایسی دیجئے جس میں تمام چیزوں میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے علم غیب ہوتا ثابت ہوتا ہو اسکو ایک مثال سے سمجھئے کوئی آدمی کہے کہ میرے پاس سو روپیہ ہے اور تلاش کرنے کے بعد ۹۹ روپیہ نکلا تو بھلے ننانوے نے تک کا اسکے پاس ثبوت ہے تب بھی وہ اپنے دعوے میں جھوٹ ہوگا کیونکہ اس نے سو روپیہ کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے تمام چیزوں کا علم غیب ہونا مانا ہے اور دلیل بعض علم غیب کی دے رہے ہیں تو اس طرح آپ کی دلیل آپ کے دعوے پر فٹ نہیں بیٹھ رہی ہے لہذا جب آپ نے سو فیصد اللہ کے رسول ﷺ کے لئے علم غیب کو مانا ہے تو دلیل بھی ایسی دیجئے کہ جس سے سو فیصد علم غیب ہونا ثابت ہو کہ اس سے کم بہر حال اگر ہم آپ کو ایسی دلیل دے دیں جس سے پتہ چلتا ہو کہ فلاں چیز کا علم اللہ کے رسول کو نہیں تھا تو آپ کا سو فیصد محمد ﷺ کے لئے علم غیب ہونے کا دعویٰ ٹوٹ جائے گا اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ اللہ کے رسول عالم الغیب نہیں تو سنئے اور ول کے کانوں سے سنئے قرآن میں اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے، سو عنده مفاہیج الغیب لا یعلمها الا هو ۱۰۰ (سورہ النجم ۲۸)

ترجمہ: اللہ ہی کے پاس ہے غیب کے خزانے اللہ کے سوا اسکو کوئی نہیں جا بھتا دیکھئے اس آیت میں اللہ ہی کہہ رہا ہے کہ غیب کی باتوں کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تو ہم یہ کیسے مان لیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی علم غیب ہے دوسری جگہ قرآن میں ہے، وما علمناہ الشیء ۱۰۰ ہم نے آپ کو شے نہیں سکھایا تو جب شعر کا علم نہیں تو تمام چیزوں کے جاننے والے کیسے ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میرا ایک ہار گم ہو گیا تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے

صحابہ اسکو تلاش کرنے کے لئے پھیر گئے اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور آپ ﷺ کو تمام چیزوں کا علم ہوتا تو بار تلاش کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی کیا ایسا بھی کہیں ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو تمام چیزوں کا علم ہو اور وہ اسکو تلاش بھی کرے۔ (مسلم، ص ۱۷۹)

دوسری حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، لا ادری ما بقا

لی فیکم طاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر، (ابن ماجہ)

ترجمہ: میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے درمیان کتنے دن زندہ رہوں گا میرے بعد تم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور ہر چیز کو جاننے والے ہوتے تو یہ کیوں فرمایا کہ میں نہیں جانتا یہ لفظ ہی اس بات کو جلاتا ہے کہ آپ ﷺ ہر چیز کے جاننے والے نہیں ہیں مشکوٰۃ شریف (ج ۲ ص ۲۲۳) کی حدیث میں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو ایک یہودیہ عورت نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور ہماری کے گوشت میں زہر ملا دیا پہلا اقمہ کھانے کے بعد حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ اس میں زہر ہے۔

اس حدیث میں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر آپ ﷺ کو عالم الغیب مان لیا جائے یعنی تمام چیزوں کا جاننے والا تو مطلب یہ نکلے گا کہ آپ ﷺ نے جان بوجھ کر زہر کھایا حالانکہ زہر کھانا حرام ہے اور اللہ کے رسول ﷺ حرام کام کریں نعوذ باللہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تو عالم الغیب ماننے سے اللہ کے رسول کے لئے حرام کام کا ارتکاب کرنا لازم آجگا اسلئے لامحالہ ماننا ہی پڑے گا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں ایک حدیث میں تو ہے کہ آپ جو تاجمیں کر نماز پڑھ رہے تھے تو اللہ رب العزت نے فرشتوں کے ذریعہ بتلایا کہ آپ ﷺ کے جوتے میں ناپاکی لگی ہوئی ہے پھر آپ ﷺ نے جوتا اتار کر نماز پڑھی اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے اور ساری چیزوں کا آپ ﷺ کو علم ہوتا تو آپ ﷺ پہلے ہی سے جوتا اتار کر نماز نہ پڑھتے؟

ایک مشہور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں

نے اپنے آگے قدموں کی آواز سنی تو پوچھا یہ کیسی آواز ہے تو حضرت جبرئیلؑ نے بتلایا کہ یہ ہلال کے قدموں کی آواز ہے تو اگر اللہ کے رسول ﷺ عالم الغیب ہوتے ہر چیز کے جاننے والے ہوتے تو حضرت جبرئیلؑ سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی، آئیے آخر میں اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب نہ ہونے کی ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہوں کہ جس سے باطل کے گھر کو آگ لگ جائے گی خود انکے ہی چراغ سے۔

سنئے ! اور دل کے کانوں سے سنئے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب الدولۃ المکیہ (ص ۳۲۸) لکھتے ہیں۔

اَنَا لَا نَدْعِي اَنَّهُ قَدْ احاطَ بِجَمِيعِ مَعْلُومَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی لِاَنَّهُ مَحَالٌّ.
ترجمہ: ہم اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے کہ اللہ کے برابر رسول ﷺ کا علم ہے اس لئے کہ یہ مخلوق کے لئے محال ہے دیکھئے یہاں صاف لفظوں میں امام احمد رضا خان صاحب نے کہا ہے کہ محمد ﷺ کا علم اللہ کے برابر نہیں ہے اور جب برابر نہیں ہے تو کم ہے اور جب کم ہے تو تمام چیزوں کے جاننے والے نہیں ہوئے اور جب تمام چیزوں کے جاننے والے نہیں ہے تو عالم الغیب بھی نہیں ہیں اب میں اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب نہ ماننے کی وجہ سے علماء دیوبند پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں سے گزارش کرونگا وہ اپنے امام احمد رضا خان صاحب پر کس چیز کا فتویٰ لگائیں گے کیونکہ وہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کو عالم الغیب نہیں مانتے قلم مجھ سے لے لیجئے فیصلہ آپ کر دیجئے!

الجبہا ہے پاؤں یا رکاز لاف دراز میں لو آپ اپنے دام میں سیاد آگیا
ہر سلوی: آپ ﷺ نے جہاں کہیں یہ بات کہی ہے کہ مجھے نہیں معلوم یا اللہ نے
آپ سے کہلوا یا ہے کہ آپ کہہ دیجئے مجھے نہیں معلوم یہ تو تواضعاً ہے نہ کی حقیقتاً۔

سنی: ہر جگہ تواضع نہیں چلتا تواضع آداب میں چلتا ہے عبادات میں نہیں مثلاً

حضرت اقدس مفتی سعید صاحب پانپوری سے کوئی کہے کہ حضرت آپ شیخ الحدیث اور

مدرسہ الدرسین ہیں تو ظاہری بات ہے حضرت تو اضا کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں بس مدرسہ والوں نے بنا رکھا ہے حضرت اقدس مولانا حمید ذوالفقار احمد صاحب سے کوئی کہے آپ بہت بڑے شیخ ہیں اور حیکما ایسا ہے مگر وہ تو اضا کی کہیں گے نہیں میں اس لائق نہیں بس لوگ مانتے ہیں مگر جب انہیں دونوں حضرات سے کوئی کہے کہ حضرت چلے فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو یہاں یہ حضرات یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں اس لائق نہیں یہ بڑوں کا کام ہے کیونکہ نماز کا تعلق عبادات سے ہے ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ نے جہاں فرمایا کہ میں نہیں جانتا اس کا تعلق عبادات سے ہے اور عبادات میں تو اضح کا کوئی مطلب ہی نہیں ہے۔

ہریلوی : قرآن میں ہے، ”ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئی“

ترجمہ

ترجمہ: اور آپ پر اتارا کتاب جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے۔

اور دنیا کی ہر چیز خدا کی معرفت کا فائدہ دیتی ہے لہذا دنیا کی تمام چیزوں کا تعلق دین سے ہوا اور آپ مانتے ہیں کہ جن چیزوں کا تعلق دین سے ہے ان سب کا بیان قرآن میں موجود ہے اور آپ ﷺ پورے قرآن کے عالم ہیں تو آپ کو تمام چیزوں کا علم بھی ہوگا جب تمام چیزوں کا علم آپ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا ہے تو آپ کا عالم الغیب ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

سنی : متعلق بامور الدین کی جو قید مفسرین نے لگائی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بعض چیزیں وہ ہیں جن کا تعلق دین سے نہیں ہے اگر دنیا کی ساری چیزوں کا تعلق دین سے ہوتا تو قید لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آسمان کے ستاروں اور زمین کی ذروں کی تعداد معلوم کرنا دینی حیثیت سے ضروری ہے اور کیا آپ قرآن میں دکھلا سکتے ہیں کہ آسمان میں ستارے کتنے ہیں اور زمین کے اندر ذرات کتنے ہیں آپ کا کہنا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کا تعلق دین سے ہے میرے اور آپ کے سر کے بالوں کی

مقدار کا دین سے کیا تعلق ہے اسی طرح اس بات کا دین سے کیا تعلق ہے کہ آج کتنی کہیاں پیدا ہوئیں اور کتنی مریں لہذا آپ کا کہنا ہی غلط ہے کہ ہر چیز کا تعلق دین سے ہے بلکہ بعض چیزوں کا تعلق دنیا سے ہے اور قرآن میں جو فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز کا بیان ہے وہ دین کے اقدار سے ہے لہذا جب ہر چیز کا تعلق دین سے نہیں ہے تو آپ ہر چیز کے جاننے والے بھی نہیں تو ثابت ہو گیا آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں۔

ہر بلوی : قرآن میں ہے، «عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من

اراد من یرسل» (نساء: ۷۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر پسندیدہ رسول کو دوسری جگہ ہے، «ولکن اللہ یجتبیٰ من یرسله من یشاء»

ترجمہ: اللہ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا ہے غیب عطا فرماتا ہے۔

تو دیکھئے! یہاں فرمایا گیا ہے کہ پسندیدہ رسول کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا فرماتا ہے اور ساری دنیا پر یہ بات سورج کی طرح ظاہر ہے کہ سب سے پسندیدہ رسول محمد ﷺ ہی ہیں پتہ چلا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔

سنی : اس آیت کی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں کہ، «للعلم بعض الغیوب»، اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ بعض غیوب کی اطلاع دیتا ہے اور جس کو بعض چیزوں کا علم ہوا اس کو عالم الغیب نہیں کہتے بلکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جو ساری چیزوں کا علم غیب رکھے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے بعض چیزوں کا علم غیب ہوتا تو ہم بھی مانتے ہیں اور اس کو ہم معجزہ کہتے ہیں۔

اور دوسری آیت جو آپ نے پیش کی ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے چنانچہ علامہ بغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، «فیطلعہ علی بعض

الغیوب»

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو بعض علم غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اس پر ہمارا بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لاکھوں کروڑوں غیب کی چیزیں بذریعہ وحی فرمائی ہے، لیکن دنیا و آخرت کی ساری چیزوں کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی کہہ دیا، **إِنَّ اللَّهَ غَوِّبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**، زمین و آسمان کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس سے زیادہ صاف روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے، لیکن محبت کی آنکھ چاہئے دشمنوں کو تو ہر کمال میں عیب نظر آتا ہے۔

ہر بلوی : **وَعَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُن تَعْلَمُونَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ**

عظیماء، (مذہب ۳)

ترجمہ: اے محبوب اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا ہے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ دیکھئے! اس آیت میں لفظ ”ما“ ہے اور ”ما“ عموم پر دلالت کرتا ہے لہذا اب مطلب ہوگا کہ حضور ﷺ کو جو علم حاصل نہ تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھا دیا جب سب کچھ سکھا دیا تو عالم الغیب ہو گئے۔

سنی : پہلی بات تو یہ کہ ہر جگہ لفظ ”ما“ عموم کے لئے نہیں آتا کیونکہ قرآن میں تمام انسانوں کے بارے میں ارشاد ہے۔

يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: ہمارے رسول ﷺ کو وہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تو یہاں عام لوگوں کے لئے بھی ”ما“ کا لفظ استعمال ہوا تو کیا عموم بھی عالم الغیب مانو گے ایک بہت قرآن میں ہے۔

عَلَّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ

ترجمہ: تم کو ان باتوں کا علم دیا گیا جن کو تم نہیں جانتے تھے، اور نہ تمہارے باپ دادا کو، اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں تو ان یہودیوں کے لئے ”ما“ کا

لفظ استعمال ہونے کی وجہ سے کیا آپ یہودیوں کو بھی عالم الغیب کہو گے؟

بریلوی: قرآن کی جن آیتوں میں ہے کہ صرف اللہ ہی عالم الغیب ہے۔

جیسے،، وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو،، (مرناتہ ص ۲۰۳)

ترجمہ: غیب کے خزانے اللہ کے پاس ہے اسکو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

اس میں محمد ﷺ کی کہاں صراحت ہے کہ محمد ﷺ بھی علم غیب نہیں جانتے ہیں۔

سنی: آپ کا سوال اس قدر مستحکم خیز ہے کہ کسی جاہل کے منہ سے بھی نہیں نکلی

چاہے میرے بھائی جب یہ کہہ دیا گیا کہ صرف اللہ ہی کو علم غیب حاصل ہے اسکے علاوہ کسی کو

نہیں تو علاوہ میں محمد ﷺ بھی تو داخل ہیں اس میں نام کے ساتھ صراحت کی کیا ضرورت ہے

ویسے تو نام کے ساتھ صراحت کسی زید، عمر، بکر، ابرار، اور سلمان کی بھی نہیں تو کیا نام کے

ساتھ صراحت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو بھی عالم الغیب مان لو گے؟

بریلوی: حدیث میں ہے،، ان الله رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والى

ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كأنما انظر الى كفى هذه،، (ماخوذ من روايات نعمانيہ

ص ۷۵۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھا کر سامنے کر دیا پس میں دیکھتا ہوں اسکو

اور ان باتوں کو جو اس میں ہونے والی ہے قیامت تک جس طرح میں دیکھتا ہوں ہاتھ کو

دیکھنے

اس جب آپ کسی پر کوئی تبصرہ کیجئے! تو پہلے اپنے سامنے آئینہ رکھ لیا کیجئے! حدیث

سے صاف ظاہر ہے کہ ساری دنیا آپ کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح پیش کر دی گئی اور

آپ نے ساری کائنات کا ملاحظہ فرمایا اس سے بڑھ کر حضور ﷺ کے علم غیب کی اور کیا دلیل

ہو سکتی ہے۔

سنی: اس حدیث سے تمام چیزوں کا علم تفصیلی مشاہدہ سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اجمالی

مشاہدہ سے ثابت ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عقل کو دیکھتا ہے تو تصیلا اس کے رگ و ریشہ کا علم نہیں ہوتا آپ نے ہی ہزار بار اپنی عقل کو دیکھا ہو گا مگر میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نہیں تلا سکتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ میں کتنی رگیں ہیں خیر یہ بحث تو معنی ہے اصل جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ہی ضعیف ہے لہذا اس سے استدلال کرنا ہی آپ کے لئے صحیح نہیں ہے۔

برہیلوی: حدیث شریف میں ہے،،قام لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم مقاما ماترک شیناً بکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعة الی

حدث به حفظه من حفظه ونسبه من نسبه،، (ماہو ذخیرات لعمالیہ ص ۷۶۲)

ترجمہ: حضور ﷺ ایک بار کھڑے ہوئے تو کوئی چیز ایسی ہیں چھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر یہ کہ آپ نے اسکو بیان فرمادیا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جو بھول گیا تو بھول گیا۔

دیکھئے اس حدیث میں ہے کہ آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کو بیان نہ فرمایا ہو اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کو تمام چیزوں کا علم تھا ورنہ آپ کیسے قیامت تک ہونے والی ساری چیزوں کو بیان فرمادیتے، پتہ چلا آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

منسی: اس مرتبہ آپ نے جو حضرت حذیفہ کی روایت بیان کی ہے وہ چٹک صحیح ہے لیکن اسکے پیش کرنے سے پہلے کاںش آپ اس حدیث کی تشریح اور مطلب بھی دیکھ لیتے، چنانچہ علامہ قاری حنیفؒ نے شرح شفاء میں اس حدیث کے لفظ،،قام لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترک شیناً،، (آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ دیا جائے) کا مطلب بیان فرمایا کہ حضور ﷺ نے اپنے خطبہ میں ضروری چیزیں بیان فرمائیں! یہ علم آپ کو اس وقت ملا جب آپ علم کے سمندر میں غوطہ زنی کرتے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن آپ نے صرف لفظوں کو دیکھا محدثین کی تشریح نہیں پڑھی تو کہاں سے آپ کو صحیح علم

حاصل ہوگا میں آپ کو ایک ملت کا مشورہ دیتا ہوں کہ سمندر سے اگر ہیرے موتی نکالنا ہے تو
اسکی دھبک جانا پڑتا ہے اگر آپ اوپر ہی تلاش کرو گے تو مینڈ حک ہی ملیں گے آپ ترجمہ کے
ملاوہ کبھی محدثین کی تشریحات بھی پڑھ لیا کریں تب ہی آپ کو صحیح علم حاصل ہوگا۔

ہرملوی: قرآن میں ہے، ”وما هو علی الغیب بضنین“ (نور محمد ص ۱۷)

آپ ﷺ غیب کی باتوں کو بتانے میں بخلی نہیں کرتے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا
ہے کہ آپ عالم الغیب ہیں۔

منی: اس آیت میں بھی تمام علوم مراد نہیں ہیں اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر تمام علوم
مراد لیں تو اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک ۱۰۰ سورتیں کیوں نازل ہوئیں؟

ہرملوی: ”فتجلی لی کل شئی وعرفت“

ترجمہ: چنانچہ ہمارے لئے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور ہم نے پہچان لیا دیکھئے! یہاں کتنے
صاف اور واضح لفظ میں ہے کہ ہر چیز ظاہر ہو گئی جب ہر چیز ظاہر ہو گئی آپ کے لئے تو عالم
الغیب ہونا بھی ظاہر ہو گیا آپ کے لئے ابداً ثابت ہوا کہ امام الغیب ہیں۔

منی: یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال کرنا ہی درست نہیں ہے چنانچہ امام
بیہقی نے اس حدیث کے بعض طرق و کتب ذکر آگے ارشاد فرمایا، ”قد روی من طرق
کلیہا ضعیف ولی ثبوته نظر“

ترجمہ: یہ حدیث کئی سندوں کے اعتبار سے مروی ہے مگر سب سندیں ضعیف ہیں۔

حاضر و ناظر

ہرملوی: ”یا ایہا النبی انا ارسلک شہداً“ (نور محمد ص ۱۷)

ترجمہ: اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے۔

دوسری جگہ ہے، "انا ارسلنا الیکم رسولاً شامداً علیکم" (۱۷۷/۱۷۸)

ترجمہ: ہم نے تمہارے پاس گواہی دینے والا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

دیکھئے! ان سب آیتوں میں اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ کہا گیا ہے اور کل قیامت کے دن پچھلی تمام امتوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور گواہی وہی دیتا ہے جو موقعہ واردات پر حاضر ہوا اور وہاں کا معائنہ کیا ہوا اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر نہ ہوتے تو پچھلی تمام امتوں کے بارے میں گواہی کیسے دیتے یہ گواہی دیتا ہی اس بات کی علامت ہے کہ آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ کیا مطلب بنتا ہے کہ آپ کہیں موجود بھی نہ ہوں اور وہاں کے بارے میں گواہی دیں؟

الزامی جواب منی: اگر آپ اللہ کے رسول ﷺ کو شاید کالفظ استعمال ہونے کی وجہ سے حاضر و ناظر مانتے ہیں تو قرآن میں ساری امت کے بارے میں ہے، "و کلامک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس"۔

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ رہو تو یہاں ساری امت کو شاید اور گواہ کہا گیا ہے تو آپ اگر اللہ کے رسول ﷺ کے لیے شاید کالفظ استعمال ہونے کی وجہ سے حاضر و ناظر کہتے ہو تو پھر ساری امت کو حاضر و ناظر مانو!

تحقیقی جواب منی: ہر جگہ گواہی دینے کے لئے دیکھنا ضروری نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ گواہی دیں گے اللہ کے قرآن میں پچھلی امتوں کے بارے میں بتلا دینے کی وجہ سے۔

منی: قرآن میں ہے، "وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسیٰ"

الامر وما کنت من الشاہدین" (۱۷۷/۱۷۸)

ترجمہ: اور آپ ﷺ نہ تھے مغربی کنارہ پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ آپ ﷺ

نے دیکھا تھا!

اگر آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو اللہ کیوں آپ کو کہتا کہ آپ کو کہتا کہ آپ ﷺ مغربی کنارہ پر نہ تھے اور نہ دیکھتے تھے کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کیا ایک آدمی مغربی کنارہ پر موجود نہ ہو پھر بھی اسکو کہیں گے کہ ہر جگہ موجود ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علی گھر سے ناراض ہو کر چلے گئے تو حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا جا کر دیکھو اور تلاش کرو (بخاری ج ۱ ص ۶۳۸ ماخوذ آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۶۳) اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو تلاش کرو آنے کی ضرورت ہی کیا تھی خود دیکھ لیتے کہ حضرت علی کہاں ہیں؟

ایک مرتبہ ابو ہریرہؓ نے آپ ﷺ سے فرمایا، "من احسن الفتی الدوسی"، (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۹۵ ماخوذ آنکھوں کی ٹھنڈک ص ۶۳) ترجمہ: دوسی نو جوان کا کسی کو علم ہے۔

اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو خود دیکھ لیتے کہاں ہے کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیوں پڑی؟

منی: قرآن میں ہے، "الم تر کیف فعل ربک بعاد"، (نہ ۶) ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ قوم عاد کے ساتھ آپ کے رب نے کیسا معاملہ کیا۔ دیکھئے! اس آیت میں اللہ کے رسول ﷺ سے اس انداز سے سوال کیا جا رہا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے آنکھوں سے سو دیکھا ہو حالانکہ یہ آپ ﷺ سے پہلے کا واقعہ ہے یہ سوال ہی مانتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہر چیز کو دیکھا ہے جب ہر چیز کو دیکھا ہے تو حاضر و ناظر ہونا آپ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا ہے۔

الزامی جواب منی: قرآن میں ہے، "الم تر واکیف خلق السموات"

والارض، (مذہب)

اس آیت میں اللہ نے تمام انسانوں کو اسم سر سے خطاب کیا ہے حالانکہ جس وقت اللہ تعالیٰ سات آسمان بنائے اور زمین بنائے تھے اس وقت انسان کا وجود بھی نہ تھا تو آپ اگر اسم سر کے لفظ کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں تو ساری امت کو بھی مانو کیونکہ ان کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

تحقیقی جواب منی : جس طرح رویت کے معنی دیکھنے کے آتے ہیں اسی طرح رویت کے معنی جاننے اور معلوم کرنے کے بھی آتے ہیں اور جہاں کہیں قرآن میں نبی ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ ”اسم سر“ وہاں آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں بلکہ دل کی رویت اور علم مراد ہے۔ (امام الادب کی کتاب المستوفی، ص ۷۰، سہرہ موجود ہے)

ہریلووی: حدیث شریف میں ہے جب فرشتے قبر میں میت سے سوال کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، ”ما كنت تقول في هذه الرجل محمداً،“ ترجمہ: اس محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے۔

تو دیکھئے! اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہذا کا استعمال ہوا ہے اور ہذا اسم اشارہ قریب کے لئے ہوتا یعنی جو چیز سامنے موجود ہو پتہ چلا کہ آپ ﷺ میت کے پاس موجود ہوتے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ میت ہوتی ہے تو ہر جگہ آپ ﷺ کو موجود بھی ماننا پڑے گا جب ہر جگہ موجود ہیں تو حاضر و ناظر ہونا بھی آپ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا۔

منی: ہر جگہ ہذا اسم اشارہ قریب کیلئے نہیں ہوتا ہے اگر کوئی چیز دور ہو اور آنکھوں سے نظر آ رہی ہو تو اسکے لئے بھی ہذا اسم قریب کا استعمال ہوتا ہے۔

جیسے آسمان! جتنی دوری پر بندوستان سے مدینہ ہے اس سے کئی گنا دوری پر آسمان ہے لیکن پھر بھی لوگ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں حالانکہ وہ بہت دور ہے لیکن پھر بھی لوگ لفظ یہ (ہذا) اسم اشارہ قریب کا استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہ آنکھوں سے نظر آنے

کی وجہ سے اسم اشارہ قریب کے درجے میں ہو گیا ایسے ہی اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے سے ساری چیزیں ہٹا دی جاتی ہے تو آنکھوں سے آپ نظر آنے لگتے ہیں تو آنکھوں سے نظر آنے کی وجہ سے آپ کے لئے اسم اشارہ قریب کا استعمال ہوا ہے جیسا کہ آسمان کے لئے ہوا ہے اور جیسے مختلف جگہوں کے لوگ ایک ہی وقت میں آسمان کا نظارہ کرتے ہیں ایسے ہی مختلف جگہوں کی میت کو اللہ کے رسول کا دیدار کرایا جاتا ہے۔

بریلوی: حضور ﷺ نے فرمایا جو ہم پر ہماری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو ہم خود سن لیتے ہیں اور جو شخص دور سے بھیجتا ہے تو ہم کو پہونچایا جاتا ہے تو دیکھئے! یہاں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہم خود سن لیتے ہیں اگر حاضر و ناظر نہیں ہوتے تو کیوں کر سن لیتے؟

منسی: پہلے جسا کو تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ خود سن لیتے ہیں مگر دوسرا جملہ بھول گئے دوسرا جملہ ہے کہ اگر کوئی دور سے بھیجتا ہے تو مجھے پہونچایا جاتا ہے۔ اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے تو دور کی بھی سن لیتے پہونچانے کا کیا مطلب دوسری بات اگر آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو دور اور قریب کا مطلب ہی کیا اسلئے کہ جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہوا سکے لئے تو ہر جگہ قریب ہونی چاہئے دور کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا حدیث میں دور اور قریب کا لفظ استعمال ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

منسی: آپ کہتے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں دوسری طرف کہتے ہو کہ جب ہم صلوٰۃ سلام پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں جب ہر جگہ موجود ہیں تو تشریف لانے کا کیا مطلب ہے؟

عبارات اکابر

بریلوی: آپ کے مولانا قاسم نانوتویؒ نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔

منسی: حضرت قاسم نانوتویؒ نے نبوت کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد آئے تو بھی آپ ﷺ کی ختم نبوت میں فرق نہیں پڑے گا حضرت قاسم نانوتویؒ نے بالفرض کی قید لگائی ہوئی ہے اور بالفرض حقیقت نہیں ہوتا بس فرضی ہوتا ہے اگر انہوں نے بالفرض کی قید نہ لگائی ہوتی تو کسی حد تک آپ کا اعتراض صحیح ہوتا بہر حال اگر آپ فرضی چیز کو حقیقت پر محمول کر کے مولانا پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہو تو میں آپ سے سوال راہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرضی طور پر کہا ہے،، لہو کان بعدی لکان عمر،، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے دیکھئے! اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اپنے بعد بالفرض نبی آنے کو کہا ہے تو آپ اللہ کے رسول ﷺ پر کیا حکم لگائیں گے؟

قرآن میں ہے،، ولئن اتبعت أهواءهم من بعد ما جانك من العلم

انک اذا لمن الظالمین،، (سورہ بقرہ ۷۷)

ترجمہ: اگر آپ ﷺ ان کی اتباع کر لیتے ہدایت آجانے کے بعد تب تو آپ بھی ظالمین میں سے ہوتے۔

اگر آپ فرضی کو حقیقت پر محمول کرتے ہو تو کیا نعوذ باللہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کو ظالم کہو گے بس میں آپ سے یہی کہوں گا کہ،

سریلوی: مولانا رشید احمد صاحب نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو جھوٹا کہا ہے کیا یہ کفریہ الفاظ نہیں ہیں؟

منسی: ایک کہاوت مشہور ہے کہ چور چائے شور یعنی اس سے پہلے کہ لوگ آپ کو چور کہیں آپ دوسروں کو چور کہنا شروع کر دیں تاکہ لوگ آپ کو چور سمجھنے کے بجائے جس کو آپ چور کہہ رہے ہیں اسی کو لوگ چور سمجھنے لگیں گے یہی حال علماء بریلی کا ہے اللہ کو جھوٹا علماء بریلی

نے کہا ہے علماء دیوبند نے نہیں چنانچہ آپ کے بریلی عالم کی کتاب میں لکھا ہے اللہ نے حضرت آدم سے جھوٹ بونا مکیاس النور (ص ۱۶۷) رقی بات مولانا رشید احمد کے سلسلے میں کہ انہوں نے اللہ کو جھوٹا کہا تو یہ بالکل سفید جھوٹ ہے مولانا رشید احمد پر اگر بریلی کے تمام کے تمام جھوٹے بڑے شیاطین الانس والجن ملکر بھی زور لگائیں تو بھی مولانا رشید احمد کی بلکہ ان کے کسی شاگرد اور خادم کی کتاب میں بھی یہ بات نہیں دکھلا سکتے ہیں۔

ہرسلوی: حضرت تھانویؒ نے حضور ﷺ کے علم کے بارے میں فرمایا کہ ایسا علم تو انسانوں اور جانوں کو بھی حاصل ہے کیا یہ الفاظ کفر نہیں ہے:

منسی: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مقدار کے اعتبار سے نہیں کہا ہے بلکہ اطلاق کے اعتبار سے کہا ہے مثلاً (۱۰۰) کا بعض (۹۰) بھی ہے اور (۱۰۰) کا بعض دس بھی ہے تو دیکھئے! (۹۰) کے لئے بھی (۱۰۰) کا بعض ہونے کا اطلاق ہو رہا ہے اور دس کے لئے بھی سو کا بعض ہونے کا اطلاق ہو رہا ہے تو بعض ہونے کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں کہ دس کو بھی سو کا بعض کہا جاتا ہے اور (۹۰) کو بھی (۱۰۰) کا بعض کہا جاتا ہے ہاں البتہ مقدار اور کثرت کے اعتبار سے ۱۰۰، ۹۰ سے زیادہ ہے اور حضرت نے جو برابر کہا ہے وہ اطلاق کے اعتبار سے ہے نہ کہ مقدار کے اعتبار سے رسی بات مقدار اور کثرت کے اعتبار سے تو اس میں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کے بعد اگر کسی کو زیادہ علم ہے تو وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے بہر حال یہ باریکی فرق سمجھنے کے لئے حضرت تھانویؒ کی طرح آپ کو بھی علم کے سمندر میں غوطہ زنی کرنی ہوگی تبھی آپ ان کی عبارت کو سمجھ سکتے ہو! کیونکہ وہ ذرا اونچے لیول پر بات کرتے ہیں اور ان کی بات سمجھنے کے لئے آپ کو اپنی سمجھ دانی نیچے لیول سے اٹھا کر اونچے لیول پر لیجانے کی ضرورت ہے یہ میرا آپ کو ایک منت کا مشورہ ہے۔

منی: آپ کے اعلیٰ حضرت نے کہا ہے کہ ”میں شک فی کفرہم فقد کفر“

ترجمہ: جو ان دیوبندیوں کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر۔

تو جب اہل حضرت نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی عبارت اپنے دوست مولانا
مہد الہادی کو دکھائی تو انہوں نے کہا مجھے اس میں کفر نظر نہیں آتا میں پوچھتا ہوں آپ نے
اپنے اصول (من شک فی کفر ہم) کے تحت ان پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگایا آخر یہ دورگی
کیوں؟

دورگی چھوڑ دے ایک رگی ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

سرملوی: کوئی اہل حضرت ہی نے نہیں بلکہ علماء حرمین نے بھی تو علماء دیوبند کو کافر کہا
ہے؟

منی: علماء حرمین کے سامنے علماء دیوبند کے عبارات کو کاٹ چھاٹ کر اور کہیں بالکل
جھوٹ بول کر پیش کیا گیا تھا علماء حرمین کو حقیقت حال معلوم نہیں تھی کہ عبارات کو کاٹ
چھاٹ کر اور جھوٹ بول کر پیش کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کو حقیقت سمجھ کر کفر کا فتویٰ لگا دیا
لیکن جب پھر علماء حرمین نے علماء دیوبند کے پاس وہ سوالات بھیجے تاکہ پتہ لگائیں کہ کس حد
تک یہ عبارات صحیح ہے تو علماء دیوبند نے اس کا جواب دیا پھر علماء حرمین کو صحیح حقیقت حال کا
پتہ چلا اور انہوں نے علماء دیوبند سے کفر کے فتوے واپس لئے اور صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ
علماء دیوبند سچے پکے مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔

قارئین! کرام کیسے عبارات کو آگے پیچھے سے کاٹنے اور چھانٹنے سے عبارت کا
مطلب بدل جاتا ہے اس کو میں مثال سے سمجھاتا ہوں قرآن میں ہے، لا تقربوا الصلوٰۃ
وانتم مسکاری،،

ترجمہ: نماز کے قریب مت جاؤ نشہ کی حالت میں۔

اب اگر کوئی وانتم مسکاری کے لفظ کو کاٹ کر صرف لا تقربوا الصلوٰۃ پیش کرے

اور کہے کہ دیکھو! قرآن میں لکھا ہے نماز کے قریب مت جاؤ لہذا نماز معاف! تو کیا یہ بات صحیح ہوگی بالکل نہیں کیونکہ وہ انعم سکاری کے لفظ کو کاٹ کر پیش کر رہا ہے اسی لئے غلط معنی پیدا ہو رہا ہے۔

قرآن میں ہے، **مَقَالُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ**،

ترجمہ: یہودیوں نے کہا اللہ تین ہیں۔

اب اگر کوئی قالوا کے لفظ کو چھوڑ کر صرف اتنا کہے کہ دیکھو قرآن میں ہے اِنَّ اللّٰهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثَةٌ (اللہ تین ہیں) تو کیا بات صحیح ہوگی بالکل نہیں کیونکہ اس نے قالوا کے لفظ کاٹ کر عبارت کو پیش کی ہے اسی لئے غلط معنی پیدا ہو رہا ہے ایسے ہی علماء دیوبند کے عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اعلیٰ حضرت نے علماء حرمین کے سامنے پیش کیا تھا اور کہیں بالکل سرے سے ہی جھوٹ بولا تھا، جیسے مولانا رشید احمد کے بارے میں کہا تھا کہ وہ اللہ کو جھوٹا کہتے ہیں حالانکہ مولانا نے کہیں بھی یہ بات نہیں لکھی ہے کہ اللہ جھوٹا ہے تو اسی طرح عبارات کاٹ چھانٹ کر اور کہیں بڑھا چڑھا کر اور کہیں بالکل جھوٹ بول کر علماء حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تھا جس کی بنیاد پر انہوں نے کافر کہا لیکن جب وہ حقیقت حال سے واقف ہوئے تو انہوں نے اپنے فتووں کو واپس لے لیا اور اعلیٰ حضرت کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار ”کھسانی ملی“ کہہ کر لوہے کے مصداق بن گئے۔

سنی: (۱) آپ کی کتاب دیوان محمدی (ص ۷۸) میں لکھا ہے اللہ سے ملتی ہے تصویر میرے بھڑکی۔

(۲) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ قرآن دیوانے اور کتاب بھی نازل کر سکتا ہے۔ (عباس

حمید ص ۳۳۸)

(۳) ایک کتاب میں ہے شیطان کی آواز سے حضور ﷺ کی آواز ملتی تھی۔

(۴) ایک کتاب میں ہے کہ آدمؑ ٹھوکی دیکھتے تھے۔ (دسا ص ۳۸، مغزو مسک اہل حضرت)

(۵) ایک کتاب میں ہے (نعوذ باللہ) لکھا ہے کہ حضور ﷺ جاہل تھے، (نہایت مسخ)
برآن ہرگز ۴۸ ماخوذ مسک اہل حضرت)

(۶) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اللہ حضور ﷺ کا ہی نام ہے (تفسیر نمین ج ۱ ص ۳۲ ماخوذ
مسک اہل حضرت)

(۷) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ آسان کام اللہ کرتے ہیں مشکل اولیاء اللہ کرتے
ہیں۔ (ازلہ الریب ص ۷۰ ماخوذ مسک اہل حضرت)

(۸) ایک کتاب میں لکھا ہے محمد ﷺ نے نبوت سے پہلے حرام کام کئے (۵ تقریری
ص ۳۵ ماخوذ مسک اہل حضرت)

(۹) ایک کتاب میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہم بریلوی اہل حضرت احمد رضا خان کو
نبیوں سے بڑھ کر مانتے ہیں۔ (پانچ مسائل کا جواب ص ۱۴۲ ماخوذ مسک اہل حضرت)

اب میں علماء دیوبند کو کافر کہنے والے ان رضا خانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جن کو
دوسرے کی آنکھ کا جنکا تو نظر آ جاتا ہے مگر اپنی آنکھ کی شہتہ نظر نہیں آتی وہ اپنے ان علماء کے
بارے میں کیا کہیں گے کیا یہ کفر یہ النظم نہیں ہے؟

اب آپ کی وہ بندوق جس سے جب چاہیں جہاں چاہیں دوسروں پر کفر کا فتویٰ داغ
دیتے ہو وہ بندوق کہاں گئی؟

اپنی ہی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

الحمد لله تمت بالخیر

نوٹ: انشاء اللہ عبارات اکابر پر مزید اضافہ ہوگا۔